بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

رفع التعسف فی علم النبی ابی یوسف

عرف

علم حضرت یعقوب علیہ السلام

تالیف:

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی
ابوصالح محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ العالی

باہتمام: شیخ محمد سرور اویسی

ناشر: اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

نام کتاب .... عِلمِ حضرت یعقوب علیہ السلام

تالیف .... حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی صاحب

پروف ریڈنگ .... حافظ محمد رمضان اویسی صاحب

تاریخ اشاعت دوم .... جولائی ۲۰۰۶ء

صفحات ۷۲

تعداد .... گیارہ سو

ہدیہ .... /- روپے

ناشر .... اویسی بک سٹال پیپلز کالونی گوجرانوالہ

باہتمام .... شیخ محمد سرور اویسی (Mob :0333-8173630)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وکفٰی والصلوٰۃ والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی خصوصاً علٰی سیدنا ومولانا محمد ن المصطفٰی وعلٰی وآلہٖ واصحابہٖ البررۃ التقی والنقی

اما بعد! فقیر کو بارہا خیال گذرا کہ سیدنا یعقوب علیہ السلام پر وہابیہ کے الزام عدم علمی کو دور کرے لیکن بے بضاعتی اور عدیم الفرصتی مانع رہی۔ آج کتاب ''نور الھدیٰ فی علوم ماذا تکسب غدا'' کی ترتیب دے رہا تھا تو سیدنا یعقوب علیہ السلام کے علومِ مقدسہ کا ذکر چل نکلا جس پر چند آیات کی فقیر نے نشان دہی کی جو کہ رسالہ ہذا میں درج ہیں اور وہابیہ دیوبندیہ کے اعتراض ؎

یکے پرسید از گم کردہ فرزند — کہ اے روشن گہر پیر خردمند
ز مصرش بوئے پیرہن شمیدی — چرا در چاہ کنعانش ندیدی
بگفت احوال مابرق جہان است — دمے پیدا و دیگر دم نہان است
گہے بر طارم اعلٰی نشینم — گہے بر پشت ھائے خود نہ بینم

کا جواب احسن طریق سے دیا گیا ہے۔

وما توفیقی الا باللّٰہ علیہ توکلت والیہ انیب

فقیر اویسی غفرلہٗ

حسن اتفاق

اگر چہ فقیر نے اسی رسالہ کو ۹۰، میں مکمل کرلیا تھا لیکن تصانیف کے اوراق منتشرہ میں ایسا چھپا کہ یقین تھا کہ نہ ملے۔ لیکن فقیر نے جونہی پارہ نمبر۱۲ کی تفسیر فیوض الرحمٰن کتابت کے لئے کاتب صاحب کے حوالے کی تو یہ رسالہ اچانک اوراقِ منتشرہ سے مل گیا۔ اسی لیے اسے علیحدہ طبع کرانے کی بجائے تفسیر سورۃ یوسف کے ساتھ ملحق کیا گیا تا کہ قارئین کو قصّہ یوسف علیہ السلام پڑھنے کے بعد پہلے دو پیارے پیغمبروں کے علوم کے بارے میں صحیح عقیدہ نصیب ہو اور مخالفین کے غلط خیالات سے محفوظ ہوں کسی بزرگ کو فقیر کی کاوش پسند آئے تو فقیر کے حسن خاتمہ اور قرب اربعہ فاطمہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا فرمائیں۔

فقط

اویسی غفرلہٗ

بہاولپور

مقدمہ

عقیدہ : حضراب انبیاء کرام علیٰ نبینا علیھم السلام کو بیشمار علوم سے نواز گیا یہ دنیا تو ان کے لئے ایک ذرّہ بے مقدار سے بھی کم ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے ان کے علوم قدسیہ کی بڑی شہادتیں بیان فرمائیں ہیں جنہیں فقیر نے ''ازالۃ الاوھام عن علوم الا نبیاء علیھم السلام'' میں درج کیا ہے۔

عقیدہ : مطلقاً علومِ ربّانیہ انبیاء علیھم السلام کے لئے ماننا فرض ہے جسے علومِ غیبیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جن کے (علی الاطلاق) منکر، کافر، بے دین ہیں

عقیدہ : انبیاء علیھم السلام کے اقوالِ تخمین اور اٹکل پچو سے پاک ہوتے ہیں بلکہ انکا قول وحی ربّانی پر مشتمل ہوتا ہے خصوصاً جو مضامین قرآن میں آئے ہیں انہیں تخمیہ اور اٹکل پچو سے تعبیر کرنا کفر ہے۔

عقیدہ : انبیاء علیھم السلام پر بدگمانی کرنا کفر اور بے دینوں کا شیوہ ہے۔ تفصیل فقیر کے رسالہ ''رد الزندیق عن الصدیقہ بنت الصدیق'' [1] میں ملاحظہ فرمائیں

عقیدہ : حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے صاجزادہ حضرت یوسف علیہ السلام کے جملہ حالات کا علم تھا۔ جدائی سے لے کر صال تک ان کے بھائیوں کی تکالیف رسانی سے لیکر شاھی تخت پر جلوہ گری تک اور پھر بھائیوں سمیت ان کو سجدہ کرنے تک جملہ حالات جانتے تھے جن کی شہادت آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ مقدسہ اور تفاسیر علمائے ملت وآئمہ ملت سے ملتی ہے۔ لیکن ظاہر نہ کرنے کے مامور تھے۔ اور مفارقت کی وجہ سے روتے رہے اور یہ دونوں باتیں لاعلمی کی دلیل نہیں بنتیں۔ تفصیل آگے آئے گی۔

---

[1] عام نام شرح حدیث افک ۱۲ شائع ہوئی اور بار بار

قواعد علمیہ

۱۔ انبیاء علیھم السلام علی الخصوص اور مومنین کے خواب علی العموم نبوت کا ایک جزو ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

اسی طرح انبیاء علیھم السلام کے خواب کی تعبیر بھی۔ چنانچہ صاحبِ روح البیان لکھتے ہیں کہ فلھذا کانت الرؤیا ء الصالحة جزأ من اجزاء النبوة لانها فرع من الوحی الصادر من اللّٰه وتاویل الرؤیا ء جزءً من اجزاء النبوة لانه علم لدنی یعلمه اللّٰه من یشاء من عبادهٖ

سچا خواب نبوت کا ایک جز ہے کیونکہ وہ وحی من اللّٰہ کی ایک فرع ہے اسی طرح تعبیر بھی اجزائے نبوت سے ہے کیونکہ وہ علم لدنی ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

(روح البیان صفحہ ۲۵۹، جلد۴ تحت آیت وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ الخ)

فائدہ :اس قاعدہ سے وھابیہ کا یہ وہم دفع ہوا کہ یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کے خواب کی تعبیر بتائی اور ضروری نہیں کہ ہر خواب کی تعبیر سچی ہو لیکن یہ بات اپنے جیسے انسانوں کے لئے کہہ دی جائے تو حرج نہیں لیکن انبیاء علیھم السلام کے لئے کہنے سے ایمان کی خیر نہیں اس لیے کہ جیسے ان کے خواب وحی ربانی ہیں ایسے ہی ان کی بتائی ہوئی تعبیر بھی۔ اس قاعدہ سے واضح ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے خواب سنتے ہی اسکی تعبیر بتائی۔ اٹکل پچو سے نہیں بلکہ علمِ ربانی سے اور یہی ہمارا مطلوب ہے اس کی مزید تفصیل آتی ہے۔

۲۔ انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام اس عالم دنیا میں عالم اسباب کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں اس میں وہ اپنے علوم واختیار کو عمل میں نہیں لاتے جب تک انہیں اس علم واختیار کو عمل میں لانے کی من جانب اللہ اجازت نہ ہو علم واختیار کا ہونا اور بات ہے، اسے عمل میں نہ لانا چیزے دگر۔ جیسے حضور علیہ السلام کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادتِ کربلا کا علم تھا۔ اور آپ کو کربلا کی تکالیف سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو بچانے کا اختیار بھی [۱] سانحہ کربلا ظاہر فرمادیا لیکن اس کے عدم وقوع کی دعا نہ فرمائی۔

۳۔ انبیاء علیہم السلام خلقِ خدا کو علمی کاروائی دکھانے کے لئے مبعوث نہیں ہوئے اس سے یہ نہ سمجھنا کہ وہ مجبور محض ہیں (معاذ اللہ) سفاہت وحماقت ہے ان کے جملہ معاملات میں اسرار رموز ہوتے ہیں جن سے **فقط** بندگان کو عبرت ونصیحت دینا مطلوب ہوتا ہے۔ یہی معاملہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے ہوا۔

فائدہ : انبیاء علیہم السلام کی عملی کاروائی محض امت کے لئے ہونے کے بیشمار دلائل ہیں منجملہ ان کے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فقر وفاقہ سے گذارنا اور غزوات میں شامل ہونا اسی طرح کے جملہ امور کا قیاس کیجئے۔ کون نہیں جانتا کہ حضور علیہ السلام کا فقر وفاقہ اختیاری تھا اور غزوات میں دکھ اور تکالیف برداشت کرنا بھی اس قبیل سے تھا۔ ورنہ ع چاہیں تو اشارے سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دنیا کی

۴۔ انبیاء علیہم السلام کے معاملات میں منجانب اللہ آزمائش وامتحان ہوتا ہے اور وہ حضرات اپنی کامیابی اسی میں سمجھتے ہیں کہ وہ امور من جانب اللہ واقع ہوں تاکہ

---

[۱] دلائل فقیر کے رسالہ "مختار کل" میں دیکھئے۔

امتحان میں کامیابی ہو۔ چنانچہ یہی حضرت یعقوب ویوسف علیھما السلام کے لئے ہوا۔ روح البیان صفحہ ۲۲۵، جلد ۴، تحت آیت لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِأَمْرِهِمْ الخ میں ہے

وقد قضی اللّٰہ تعالیٰ علی یعقوب ویوسف ان یوصل الیھما تلک الھموم الشدیدۃ والھموم العظیمۃ لیصیر علیٰ مرارتھما وبکثر رجوعھما الی اللّٰہ تعالیٰ وینقطع تعلق فکرھما عما سوی اللّٰہ تعالیٰ فیصلا الیٰ درجۃ عالیۃ لایمکن الوصول الیھا الابتحمل المحسن العظیمۃ کما قال بعض الکبار ان صبر یوسف فی السجن اثنی عشرۃ ستۃ تکمیل ذاتہ بالخلوۃ والریاضۃ الشاقۃ والمجاھدات مما تیسر لہ عندابیہ ومن ھٰذا المقام اغترب الانبیاء والاولیاء عن اوطانھم۔

اس سے ثابت ہوا کہ مفارقت یوسف علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ کی آزمائش تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ حضرات انبیاء علیھم السلام واولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ عالم دنیا میں مصائب ومشکلات میں مبتلا کر کے ان کا امتحان لیتا ہے تا کہ دنیا میں ان کے مراتب اور کمالات میں اضافہ ہو۔ اگرچہ وہ قادر المطلق انہیں یہ مراتب اور کمالات ایسے ہی عطا فرما سکتا تھا لیکن یہ دنیا عالم اسباب ہے اسی لئے بلا سبب انہیں وہ کمالات عطا نہ ہوئے یوسف علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی آزمائش اسی مفارقت اور جدائی وغیرہ سے کی گئی۔ چنانچہ دلائل حاضر ہیں۔

---

[1] استاد حرم کے داوس حرم نامی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی تعبیر ایک خیالی بات تھی اسی کتاب کے آخر میں استاد حرم کی تصریحات پھر اس کی تردید ملاحظہ ہو۔

ا۔ روح البیان صفحہ۲۱۸، جلد۴، میں ہے:۔ وقیل لان اللّٰہ اراد ابتلاہ عجبتہ ولیہ فی قلبہ ثم غیبۂ عنہ لیکون البلاء اشد علیہ لغیرۃ المحبۃ الالٰھیۃ اذ سلطان المحبۃ لا یقبل الشرکۃ فی ملکہ والجمال والکمال فی الحقیقۃ اللّٰہ تعالٰی فلا عتجب احدبما. الکفار فاغرقھم اللّٰہ تعالٰی فلم یحترق قلبہ فلما بلغ ولدۂ الفرق صاح ولم یصبرو قال (ان ابنی من اھلی) ؎ اور فرمایا:۔ روی ان یوسف علیہ السلام قال لجبریل ایھا الروح الامین ھل لک علم بیعقوب قال نعم وھب اللّٰہ لہ الصبر الجمیل وابتلاہ بالحزن علیک فھو کظیم .قل فما قدر حزنہ قال حزن سبعین ثکلی قال فما لہ من الا جر قال اجر مأۃ شھید وما ساء ظنہ باللّٰہ ساعۃ قط ۔ ؎

فائدہ : انبیاء علیھم السلام سے امتحان لینے اور انہیں مصائب میں مبتلا کرنے کی بیشمار حکمتیں اور اَن گنت اسرار ورموز مضمر ہوتے ہیں۔ ان میں ایک یہ کہ عالم اسباب میں بندوں کو بتانا مطلوب ہوتا ہے کہ جتنا دکھ اٹھاؤ گے اتنا قرب حق پاؤ گے۔ دوسرا پیار ومحبت کا اظہار ہوتا ہے کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں جنہیں اس نے اپنے قرب کے لئے منتخب فرمایا۔ ورنہ اس کے بیشمار بندے اوارے بیکار مارے مارے پھر رہے ہیں۔ انہیں پوچھتا بھی کوئی نہیں۔ ہماری اس تقریر سے مخالفین کے وہ اوھام دفع ہوئے۔ جب لکھ دیا کہ مصائب ومشکلات سے گھرے ہوئے یعقوب ویوسف علیھما السلام کو اللہ تعالیٰ نے فلاں فلاں سزا دی اور اس کا موجب فلاں

؎ ترجمہ فیوض الرحمٰن میں دیکھئے۔ ؎ ترجمہ تفسیر فیوض الرحمٰن میں ہے۔

فلاں تھا۔ (معاذ اللّٰہ) اس پر دلائل میں اسرائیلات کے بے سروپا سمجھتے تھے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام اور اولیاء کرام رضی اللّٰہ عنہم کے حالات پڑھنے والوں کے سامنے یہ راز مخفی نہیں ہے۔

بنابریں حضرت یعقوب علیہ السلام کا مصائب ومشکلات میں مبتلا رہنا اگرچہ بظاہر دکھ اور تکالیف کا موجب تھا لیکن درحقیقت وہ اس سے خوش تھے اور رونا اور غمگین ہونا بشری تقاضوں کی وجہ سے تھا اور وہ قابل مذمت نہیں بلکہ وہ فطرت انسانی میں شامل ہے اس پر الٹا انہیں اجر وثواب ملا۔

۵۔ مفسرین علیہم الرحمۃ نے لکھا ہے کہ ہر نبی علیہ السلام کو اس کی شان کے لائق مخصوص دکھ درد پہنچا اور حضرت یعقوب ویوسف علیہما السلام کا مخصوص دکھ درد یہی جدائی ومفارقت جسمانی بطور آزمائش تھی۔ خدانخواستہ اگر بقول مخالفین مان لیا جائے کہ یہ جو کچھ ہوا دونوں باپ بیٹے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے ہوا تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو جدا کرنے کے بعد ان دونوں بزرگوں کے لئے نزول ملائکہ ودیگر اسباب راحت ورحمت کیوں تیار فرمائے۔ بلکہ یوسف علیہ السلام کے واقعات تفصیلی پڑھنے سے واضح ہے کہ یوسف علیہ السلام کو قدم قدم پر حق تعالیٰ کی رہبری نصیب ہوئی اور ان دونوں کا ہر کام اللہ تعالیٰ کے امر سے ہوا چند ایک کی فقیر نشان دہی کرتا ہے تفصیل تفسیر فیوض الرحمٰن اور تفسیر اویسی میں دیکھئے۔

ا۔ مروی ہے کہ جب بیچ میں سے (بھائیوں) نے رسی کاٹ دی تو بحکم الٰہی حضرت جبریل علیہ السلام نے بیچ میں سے آپ کو بغیر تکلیف کے اسی پتھر پر بٹھا دیا اور ابراہیم علیہ السلام والی قمیص جو وراثۃً یعقوب علیہ السلام کو ملی وہی یوسف علیہ

السلام کو پہنا کر ارشادِ الٰہی سنایا۔ (لَتُنَبِّئَنَّهُمْ الخ)

٢۔ کنواں بحکم الٰہی شیریں ہو گیا کیا خوب کہا ہے کسی نے ؎

تیرے قدم کے تلے خاک کیمیا ہو جائے

تیرے لبھانے کو ہر خار شکل گل بن جائے

٣۔ تفسیر احسن القصص میں امام غزالی علیہ الرحمہ نے ملک مصر تک پہنچنے تک متعدد معجزات لکھے ہیں۔

٤۔ جب زلیخا نے بند کمرے میں برائی کا ارادہ کیا تو برھانِ ربانی نے مدد فرمائی۔

٥۔ نہ بولنے والے بچے سے آپ کی پاک دامنی کی گواھی دلوائی۔

٦۔ سلطنت عطا کرنے کے لئے بادشاہ کو خواب دکھایا۔

٧۔ باپ بیٹے کی ملاقات کا سبب قحط کو بنایا۔

٨۔ بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کی تدبیر بتائی۔

٩۔ والد گرامی کو اپنے پاس بلوانے کا سبب قمیص کی خوشبو کو بنایا۔

١٠۔ زلیخا کے ساتھ نکاح کرنے کا نہ صرف حکم فرمایا بلکہ اسے از سر نو نوجوانی بخشی۔

وغیرہ وغیرہ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ مزید اور تفصیل فقیر کی تفسیر اویسی میں دیکھئے۔

علم کے باجود لاعلمی

علم کے ہوتے ہوئے اسے ظاہر نہ کرنے سے لاعلمی ثابت نہیں ہوتی۔

مواھب الرحمٰن صفحہ ٤٣٣، پارہ ١٣۔ سورۃ یوسف رکوع ٨ میں لکھتے ہیں کہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ انبیاء و اولیاء کو اکثر باتیں معلوم ہوتی ہیں جن کے ظاہر کرنے کی

اجازت نہیں ہوتی۔ یا صریح بیان کی اجازت نہیں ہوتی اور باوجواس کے ظاہری برتاؤ ان کا ایسے ہوتا ہے کہ گویا بالکل واقف نہیں ہیں۔ یہ ایسی بات ہے کہ مجھے اس کی تصدیق میں شبہ نہیں ہے۔[۱]

اس کے بعد اس قاعدہ کو واضح کرنے کے لئے صاحب مواہب الرحمٰن نے مندرجہ ذیل دلائل لکھے ہیں:

۱۔ اسی قبیل سے قصہ خلافت تھا جس سے سرور عالم صلی اللّٰہ علیه وسلم کو آگاہی تھی کہ صحیح کی روایت میں سب خلفاء کا حال بیان کیا اور حضرت علی کرم اللّٰہ وجھہ کی نسبت یہ بھی کہا کہ ''انی لاراکم فاعلین'' میں نہیں دیکھتا کہ تم ایسا کرو گے یعنی حضرت علی کو خلیفہ کرنا مجھے معلوم نہیں ہوتا۔ اور یہ اظہار امر واقعی تھا اور مشورہ تھا کہ ان کی خلافت بسبب اس کے کہ فساد و جھگڑا مقدور ہے لہٰذا اول سے دوسرے خلیفہ ہوں کہ اسلام پھیل جائے اور اشارہ ہے دوسری حدیث میں کہ امامت سے ابوبکر تاب نہ لا سکے کہ حضور سرور عالم صلی اللّٰہ علیه وسلم کی جگہ کھڑے ہوں اور سفارش کی گئی کہ دوسرے کو حکم دیا جائے تو فرمایا: یابی اللّٰہ والمؤمنون الااَبَابَکْرٍ (رضی اللّٰہ عنہ) اللہ تعالیٰ اور اہل ایمان انکار کرتے ہیں ہر کسی کی امامت کا سوائے ابوبکر کے۔

۲۔ ابوہریرہ (رضی اللّٰہ عنہ) نے کہا کہ لقطع ھذا الحلقوم۔ اگر میں ان علوم کو ظاہر کروں تو میرا یہ حلقوم (نرخرہ) کاٹا جائے۔ (بخاری شریف)

۳۔ حضرت حذیفہ رضی اللّٰہ عنہ نے خلافت حضرت عثمان رضی اللّٰہ عنہ کا حال

---

[۱] لیکن وھابی دیوبندی نجدی سرے سے اس قاعدہ کو ماننے کو کفروشرک کا فتویٰ لگاتے ہیں لیکن وہ بھی صرف اہل سنت کو ورنہ یہ مولوی امیر علی مواہب الرحمٰن ہے جسے یہ لوگ اپنا معتمد علیہ مانتے ہیں

بطور راز کے کنایہ سے بیان کیا۔

۴۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعد اپنی خلافت کے حال جانتے تھے مگر مشورہ پر چھوڑی

۵۔ فقیر اویسی غفرلہٗ ملتمس ہے کہ اس موضوع پر فقیر کی مستقل تصنیف ہے اور پہلے اس مسئلہ کو قرآن مجید کی آیات سے ثابت کیا گیا ہے مثلاً جب یوسف علیہ السلام کو معلوم تھا کہ واقعی پیمانہ ''بنیابین'' کے سامان میں موجود تھا تو پھر کیوں وہ لاعلم بن کر پیمانے کی چوری ہو جانے کا اعلان کر رہے تھے اور دوسرا یہ کہ انہیں معلوم تو تھا کہ بنیابین کے سامان میں پیمانہ ہے۔ لیکن پھر بھی تلاشی شروع کی کما قال تعالیٰ

فَبَدَاَ بِاَوْعِیَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِیْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِیْهِ (سورۃ یوسف آیت ۷۶)

یعنی اول ان کی خرجیوں سے تلاشی شروع کی اپنے بھائی کی خرجی سے پہلے اسے اپنے بھائی کی خرجی سے نکال لیا۔

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ یعقوب علیہ السلام کو بھی یوسف علیہ السلام کا علم تھا کہ وہ کہاں ہیں لیکن اس کے ظاہر نہ کرنے پر مامور من اللہ تھے۔ اس کی تصریحات عنقریب آتی ہیں انشاء اللہ۔

خلاصہ کلام: حضرت یعقوب و یوسف علیہما السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے مراتب بلند اور اضافہ شان کے ارادہ پر ان سے امتحان لیا جس کا ان دونوں حضرات کو علم تھا لیکن سر تسلیم خم کر کے جمیع مشکلات و مصائب کو چوم کر سر پر رکھا پھر جو کچھ ہوا اس سے یعقوب علیہ السلام بے خبر نہیں تھے لیکن چونکہ اذن الٰہی اور صحیح تفسیر تھے اسی لئے زبان پر مہر سکوت ثبت فرما کر خاموش رہے اور رونا ثابت ہے تو وہ بھی راز تھا اور نہ کنویں کی قریبی مسافت آپ کے علم کے لئے حائل تھی

اور نہ مصر کا ملک آپ سے محجوب تھا صرف رازِ الٰہی تھا جسے چھپانا مطلوب تھا ایک آزمائش تھی جو پوری ہوئی ورنہ بفضلہ تعالیٰ کے نبی یوسف علیہ السلام کی تمام زندگی کا ایک ایک لمحہ پیشِ نظر تھا۔ جسے آپ نے قبل از وقت اشاروں کنایوں سے بتادیا۔ لیکن شان نبوت کے منکر کو سمجھ نہ آئے تو اس کی اپنی قسمت ہم نے دلائل سے سمجھایا۔ اب قرآنی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

باب اول قرآن پاک

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا

اے میرے بچے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا کہ وہ تیرے ساتھ کوئی چال چلیں گے

تفسیر :۔ جب سیدنا یوسف علیہ السلام کی عمر شریف بارہ سال کو پہنچی آپ نے اسی سال کی شبِ قدر (جو کہ اس موقع شب جمعیہ تھی) **کو خواب** دیکھا کہ آپ کو گیارہ ستارے اور چاند سورج سجدہ کررہے ہیں آپ نے یہی خواب اپنے والد یعقوب علیہ السلام کو سنایا تو یعقوب علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے یوسف علیہ السلام کی تمام زندگی کا نقشہ صرف دو لفظوں میں کھینچ لیا مثلاً کہا اے صاحبزادے یہ خواب بھائیوں کو نہ بتانا اس میں یعقوب علیہ السلام نے جان لیا کہ گیارہ ستارے سجدہ کرنے والے اس کے بھائی ہیں اور سورج و چاند اس کا باپ اور ماں اور یہ سجدہ تعظیم کا ہوگا اور ان کی تعظیم نبوت و رسالت اور عزت و مرتبت کی وجہ سے ہوگا اور یہ خواب اگر بھائی سن لیں گے تو فطرتی حسد کی آگ ان کے دل میں بھڑک اٹھے گی وہ مجبور ہو کر خوامخواہ یوسف علیہ السلام پر حسد کریں گے چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے

جیسے اپنے صاحبزادوں کے لئے فرمایا ویسے ہی ہوا چنانچہ الفتوحاتِ الٰھیہ

۱۔فهم يعقوب عليه السلام من رؤياه ان الله يعطيه لرسالة ويفوته على اخوته فخاف عليه حسدهم صفحہ جلد اول مطبوعہ مصر تحت آیت ہٰذا

یعقوب علیہ السلام نے خواب سے ہی سمجھ لیا کہ یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نبوت سے نوازے گا اور اسے تمام بھائیوں پر برگزیدہ بنادے گا انہیں خوف تھا کہ بھائی اس پر حسد نہ کریں۔

۲۔کمالین حاشیہ جلالین میں ہے صفحہ ۱۹۰ تحت آیت ہذا۔

كما رأيت اى كما رأيت الكواكب ساجدة اجتباك ربك بمثل هٰذا الرؤيا ۔یعنی جس طرح تو نے دیکھا ہے کہ تجھے ستارے سجدہ کررہے ہیں اس سے یقین کرلو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا برگزیدہ بنائے گا یعنی نبوت وغیرہ عطا ہوگی۔

۳۔بیضاوی شریف تحت آیت ہذا میں نمبر ا کی طرح ہے۔

۴۔وعناية القاضى للشهاب الدين الخفاجى الحنفى صفحہ ۱۵۵، جلد ۵ مطبوعہ مصر میں بھی تقریباً مفسرین نے اسی آیت کی یہی تفسیر کی ہے کچھ حوالے گذرے کچھ یہ ہیں کچھ آئیں گے۔

۵۔مواھب الرحمٰن صفحہ ۱۷۷، پارہ ۱۲ رکوع ۱ میں ہے کہ حاصل یہ کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اس خواب سے خوش ہوکر اپنے باپ کو آگاہ کیا تو انہوں نے نور نبوت وفراست سے اس کی تعبیر ظاہراً اس قدر سمجھی کہ منزلت عالی کی نشانی ہے جو یوسف علیہ السلام کو عطا ہوگی۔

۶۔روح المعانی صفحہ ۱۶۱ تحت آیت ہذا میں ہے:۔

وانما قال له ذالک لمانه علیه السلام عرف من روياه ان سيبلغه الله تعالٰی مبلغا جليلا من الحكمة ويصطفيه للنبوة وينعم عليه بشرف الدارين فخاف عليه حسد الاخوة وبغيهم فقال له ذالک صيانة لهم من الوقوع فيما لا ينبغی فی حقه وله من معاناة المشاق ومقاساة الاحزان وان كان واثقا بانهم لايقدرون علٰی تحويل مادلت عليه الرؤيا وانه سبحانه سيحقق ذالک لامحالة وطمعافی حصوله بلا مشقة

حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ اس لئے فرمایا کہ آپ نے یوسف علیہ السلام کے حالات خواب سے معلوم کر لیے کہ یوسف علیہ السلام بہت بڑے مراتب کو حاصل کرے گا اور اللہ تعالیٰ انہیں نبوت کے علاوہ دارین کی سعادت سے نوازے گا اسی لئے آپ کو ان کے بھائیوں سے حسد کا خوف ہوا آپ نے اسی لئے یوسف علیہ السلام کو خواب بتانے سے روکا تاکہ وہ یوسف علیہ السلام کو نقصان نہیں پہنچائیں گے اور نہ ہی یوسف علیہ السلام تکالیف میں مبتلا ہوں اگرچہ انہیں یقین تھا کہ یہ جملہ امور واقع ہوں گے لیکن تدبیر بنائی کہ کہیں یہ تقدیر ٹل جائے۔

۷۔ بعینہٖ یہی عبارت روح البیان تحت آیت ہذا صفحہ ۲۵۱، میں ہے اور ان مفسرین کے علاوہ کثیر تعداد میں اس طرح کی عبارات موجود ہیں اور منصف مزاج خود ہی بتائیں کہ یعقوب علیہ السلام نے کتنا واضح طور پر آنے والے واقعات کو ظاہر فرمایا اور مفسرین نے کیسے وثوق سے واضح کیا کہ یعقوب علیہ السلام کو جملہ امور کا علم تھا تبھی تو چاہا کہ یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کی تقدیر ٹالنے کی تدبیر ہو لیکن جونہی دیکھا کہ یہ تقدیر مبرم ہے تو سر تسلیم خم کر لیا۔

اب بھی مخالفین نہ سمجھیں تو ان کی اپنی قسمت باقی رہا کہ یہ خواب سے معلوم کیا تو پہلے عرض کیا گیا کہ انبیاء علیھم السلام کے رؤیا بھی وحی ہوتے ہیں او ان کی بتائی ہوئی تعبیریں بھی وحی۔ اور ہم انبیاء علیھم السلام کے علوم وحی ربانی کے بغیر ماننے کو کفر سمجھتے ہیں۔ باقی رہا کہ یعقوب علیہ السلام کی تدبیر سے تقدیر کیوں نہ ٹلی یہ موضوع دیگر ہے ہم نے یہاں یعقوب علیہ السلام کا علم ثابت کرنا تھا سو کر دکھلایا.

(والهداية بيده)

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰۤى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَاۤ اَتَمَّهَا عَلٰۤى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ

ترجمہ: اسی طرح تجھے تیرا رب چن لے گا اور تجھے باتوں کا انجام نکالنا سکھائے گا اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا اور یعقوب کے گھر والوں پر جس طرح تیرے پہلے دادا ابراہیم اور اسحاق پر پوری کی۔ (کنزالایمان)

تفسیر: جب یعقوب علیہ السلام اپنے صاحبزادے کو خواب کے بتانے سے روکا اس کے بعد اپنے صاحبزادے کو ان کی سوانح عمری سنانے بیٹھ گئے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ یہ تقدیر ٹلنے والی تو ہے نہیں کیوں نہ صاحبزادے کو جدائی سے پہلے تسلی بھر درس سنا دوں تا کہ ایام تکلیف میں میری باتیں ان کی خضر راہ بنیں چنانچہ جس طرح صاحبزادے کو بتایا اسی طرح ہوا سر مو تفاوت نہ ہوا اور یہی ہمارا مقصد ہے کہ یعقوب علیہ السلام اپنے صاحبزادے کے حالات مو بمو جانتے تھے اور اس کی شہادت قرآن نے دی ہے مثلاً صاحبزادے کو ذیل کے جملے بتائے۔ ا۔ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ یعنی اللہ تعالیٰ چن لے گا۔ تفسیر خزائن العرفان میں ہے کہ اجتباء یعنی اللہ تعالیٰ کا کسی

بندے کو برگزیدہ کر لینا یعنی چن لینا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ بندے کو فیض ربانی کے ساتھ مخصوص کرے جس سے اس کو طرح طرح کے کرامات وکمالات سے بے سعی ومحنت حاصل ہوں یہ مرتبہ انبیاء کے ساتھ خاص ہے اوران کی بدولت ان کے مقربین صدیقین وشہداء وصالحین بھی اس نعمت سے سرفراز کئے جاتے ہیں۔

۲۔اور تفسیر مظہری صفحہ۱۰ تحت آیت ہذا میں ہے وکذالک یجتبیک ربک للنبوۃ والملک والامور العظام یعنی اے یوسف علیہ السلام تمہیں اللہ تعالیٰ نبوت اور بادشاھی اور دیگر بہت بڑے اہم امور کے لئے منتخب فرمائے گا۔

فائدہ: چنانچہ ایسے ہوا کہ یوسف علیہ السلام نبی بنے اور ملک مصر کی شاھی آپ کے سپرد ہوئی بلکہ جملہ روئے زمین کی۔ (کذا فی قال الغزالی فی تفسیرہٖ)

۳۔ کمالین حاشیہ جلالین میں ہے یختارک ای لامور عظام النبوۃ والملک الخ یعنی تمہیں اللہ تعالیٰ نبوت اور بادشاھی کے بڑے اہم امور کے لئے چن لے گا۔

۴۔اسی طرح بیضاوی تحت ہذا میں ہے۔

۵.لخفاجی علی بیضاوی صفحہ۱۵۵،جلد۲ میں بھی اسی طرح ہے۔

۶۔ مواھب الرحمٰن صفحہ۱۸۱، پارہ ۱۳، میں ہے کہ اس آیت شریف میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے علم وفراست کا ظہور ہے جس کو پہلے سے جانتے تھے۔ باوجودیکہ ظاہری اسباب کی تعمیل میں برعایت وادب یوں کہا لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ الخ

۷۔اس کے بعد صفحہ۱۸۳ پر اپنی رائے لکھی کہ مترجم کہتا ہے کہ خود حضرت یعقوب علیہ السلام پر اتمام نعمت تھا اس کو بطریق تواضع نہیں فرمایا۔

۸۔روح المعانی صفحہ۱۶۵ تحت آیت ہذا لکھا کہ:۔

ای یصطفیک ویختارک للنبوۃ کما روی عن الحسن اوالمسجود کما روی عن مقاتل اوا لا مور العظام کما قال الزمخشری فیشتمل ما تقدم و کذا یشتمل اغناہ اھلہ ودفع القحط عنھم ببرکۃ وغیرہ ذالک

ترجمہ: تمہیں اللہ تعالیٰ نبوت سے نوازے گا یہ حسن کی روایت یا آپ کو ہم سجدہ کریں گے یہ مقاتل کا قول یا بہت بڑے امور سپرد ہوں گے یہ زمخشری نے کہا اور یہ جامع لفظ جو ماسبق کو بھی شامل ہے اور آنے والے امور کو بھی۔

اور فرمایا جل شانہ نے کہ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ یعنی تجھے باتوں کا انجام نکالنا یعنی خوابوں کی تعبیر وغیرہ سکھائے گا۔اس میں یوسف علیہ السلام کی زندگی کی ایک منزل کا ذکر فرمایا ہے کہ آپ تعبیر الرویا میں بے نظیر واقع ہوں گے چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ سیدنا یوسف علیہ السلام اپنے زمانہ میں خوابوں کی تعبیر میں بینظیر تھے (کما سیجی انشاء اللہ تعالیٰ) اور یہی ہم کہتے ہیں کہ یعقوب علیہ السلام سیدنا یوسف علیہ السلام کے ایک ایک حال کو جانتے تھے چنانچہ تفاسیر ملاحظہ ہوں:۔

ا۔تفسیر خزائن العرفان میں ہے کہ مفسرین نے اس سے تعبیر خواب بھی مراد لی ہے حضرت یوسف علیہ السلام تعبیر خواب کے بڑے ماہر تھے۔

۲۔روح البیان صفحہ۲۱۶ جلد۵، میں ہے کہ:۔

فان علم استعبر من لوازم الاجتباء غالبا ۔علم تعبیر اجتباء کے لوازمات سے ہے۳۔وذکر بعضھم ان اجتباہ اللہ تعالیٰ العبد تخصیصہ ایاہ بفیض

الهی بتحصیل منه انواع من الکرمات بلا سعی من العبد وذالک مختص بالانبیاء علیهم السلام ومن یقاربهم من الصدقین والشهداء والصالحین والمشار الیه

بعض مفسرین نے فرمایا کہ اجتباء کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو فیض یاب فرماتا ہے اور اسے سعی مکرمات سے نوازتا ہے اور یہ انبیاء علیہم السلام سے مخصوص ہے اور ان کے طفیل ان کے مقربین صدیقین، شہداء وصالحین کو جیسے آیات میں اس طرف اشارہ ہے۔ بذالک (روح المعانی صفحہ ۱۶۵ تحت آیت ہذا)

۴۔اسی طرح یہی مفسر وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ کے تحت لکھتے ہیں کہ:۔

بان یصل نعمة الدنیا بنعمة الآخرة اوبان یضم ای التعلیم والخلاص من المحن وللشدائد وتوسیط ذکر التعلیم لکونه من لوازم النبوة والاجتباء والرعایه ترتیب الوجود الخارجی ولان التعلیم وسیلة الیٰ اتمام النعمة فان تعبیره لرویاء صاحبی السجن ورؤیاالملک صار ذریعة الی الخلاص من السجن والا تصال بالریاسة العظمیٰ وفسر بعضهم الاجتباء باعطاء الدرجات العالیة کالملک والجلالة فی قلوب الخلق واتمام النعمة بالنبوة واید بان اتمام النعمة عبارة عما تصیر به النعمة تامة کاملة خالیة عن جهات النقصان وما ذالک فی حق البشر الاالنبوة فان جمیع مناصب الخلق ناقصة بالنسبة الیها وجوزان تعد نفس الرؤیاء من نعم اللہ تعالیٰ علیه فیکون جمیع النعم الواصلة الیه بحسبهامصداقالها تماما لتلک النعمة ولا یخلوا عن بعد وقیل

المراد من الاجتباء افاضتما يستعد به لكل خير ومكرمة ومن تعليم تاويل الا

حاديث تعليم تعبير الرؤياء من اتمام النعمة عليه تخليصه من المحن

علی اتم وجه بحيث يكون مع خلاصه منها ممن يخضع له ويكون فی

تعليم التاويل اشارة الی استنبائه لان ذالک لايکون الا بالوحی۔

یعنی یوسف علیہ السلام کو دارین کی نعمتوں سے نوازا جائے گا مثلاً انہیں علوم اور محن

وشدائد سے خلاص سے نوازا جائے گا اور ہم نے علوم کی قید لگائی کہ یہ نبوت کے خواص

سے ہیں اور خارج میں بھی ایسے واقع ہوا اور تعلیم ہر نعمت کا وسیلہ ہے دیکھیئے انہوں نے

جیل میں خواب کی تعبیر بتائی تو بادشاہ تک رسائی ہوئی پھر قید سے چھوٹے بعض نے

اجتباء سے درجات عالیہ مراد لی ہے مثلاً بادشاھی اور عوام کے قلوب میں بزرگی

خلاصہ یہ کہ یہ مراتب نبوت سے خاص ہیں۔ عام بشر کے مراتب ناقص ہوتے ہیں اور

خواب کی تعبیر بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے بعض اجتباء پر بھلائی اور عزت مراد لی

ہے اور تاویل الاحادیث سے تعبیر رؤیاء خلاصہ یہ کہ ان تمام جملوں میں یوسف علیہ

السلام کے نبی بننے کی طرف اشارات تھے۔ اور یہ تمام اشارے حضرت یعقوب علیہ

السلام نے وحی ربانی سے کیے

۵۔ اس کے بعد یہی آلوسی مفسر علیہ الرحمہ صفحہ ۱۶۸، ۱۶۹ پر لکھتے ہیں:۔

ومعرفة عليه السلام لما اخبر به ممالم تدل عليه الرؤيا اما بفراسة و كثيرا

اما تصدق فراسة الوالد بولده كيفما كان الوالد فما ظنک بفراسة

اذا كان نبيا او بوحی والظاهر انه عليه السلام علم ذالک بالوحی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے وقت سے پہلے فراست سے معلوم کرلیا ایک آدمی کی

فراست صحیح ہوتی اور نبی کی تو بطریق اولیٰ یا آپ نے وحی سے معلوم کیا۔

٦۔روح البیان صفحہ ٢١٦،تحت آیت ہذا میں ہے:۔

والظاهر انه عليه السلام علم ذالک بالوحی ۔ظاہر یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ سب کچھ وحی سے معلوم کیا۔

فائدہ : ان تمام عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے حضرت یوسف علیہ السلام کے جملہ حالات لینے کنویں میں جانے سے لیکر اپنے سجدہ کرنے تک کے جملہ حالات بتائے اگر چہ اجمالاً لیکن ان کا اجمال ہماری کروڑوں تفصیلوں سے زیادہ واضح اور روشن ہے۔ کیونکہ انہوں نے وحی ربانی سے معلوم کیا اور فراست بھی نبوت کے لئے وحی حق کا حکم رکھتی ہے اور پھر اسی طرح ہوا جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو بتایا اگر اس کا نام علم نہیں تو پھر کوئی ہمیں سمجھائے کہ علم کیا شے ہے ان تصریحات کے باوجود کسی سر پھرے کو سمجھ نہیں آتا تو پھر اپنی بد قسمتی کا ماتم کرے۔

۲۔ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ یعنی تجھ پر اپنی نعمت پورے کرے گا اس میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کی نبوت کی خبر دی اور ایسے ہی ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو نبوت ملی چنانچہ مفسرین نے اسی نعمت سے نبوت مراد لی ہے ملاحظہ ہو

۔ بیضاوی شریف میں تحت آیت ہذا میں ہے ’’ويتم نعمته عليک بالنبوة او بان يصل نعمة الدنيا بنعمة الآخرة‘‘

۔ عناية المقاضی حاشیہ بیضاوی از علامہ خفاجی تحت آیت ہذا۔

۳۔ جلالین صفحہ ۱۹۰۔ ۴۔ خزائن العرفان صفحہ ۲۸۲، اکثر مفسرین نے تحت آیت ہذا ایسے ہی لکھا ہے کچھ حوالے پہلے جملوں میں گزرے ہیں اور اس کی تفصیل بھی ہم نے عرض کردی ہے لیکن افسوس ہے کہ ایک فرقہ نے دیدہ دانستہ حضرت یعقوب علیہ السلام پر لاعلمی کی تہمت لگادی اتنا صریح نصوص کے باوجود کہ وہ صاحبزادہ کو دس بارہ سال کی عمر میں قبل از وقت بتارہے ہیں کہ رب تعالیٰ کے برگزیدہ نبی بنو گے اور تعبیر کے فن میں یکتا ہو گے لیکن یار لوگ مفسد ہیں بلکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو نہ صرف اپنے صاحبزادے کی آئندہ زندگی کا علم بلکہ اپنی تمام اولاد کے متعلق سب خبر تھی چنانچہ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ سے واضح ہے کیونکہ آپ نے فرمایا جس طرح میرے پیارے یوسف علیہ السلام نبی ہونے والے ہیں آپ نے فرمایا کہ میری اولاد میں بھی نبی ہوں گے چنانچہ بنی اسرائیل کے انبیاء کرام علیھم السلام تمام حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔

فائدہ: حضرت یعقوب علیہ السلام کے صاحبزادوں میں حضرت یوسف علیہ السلام کے حاسد بھائیوں کو نبوت سے محروم رکھا گیا چنانچہ اسی موضوع پر سیدنا جلال الملت والدین حافظ سیوطی علیہ الرحمہ نے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام ''**دفع التعسب فی اخوہ یوسف**'' ہے یہ صرف نبوت کی گستاخی اور حسد کی خرابی سے ہوا۔

فائدہ: گذشتہ چھ جملوں میں حضرت یوسف علیہ السلام کی پوری زندگی کا نقشہ بتا دیا ہے فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا میں حضرت یوسف علیہ السلام کے ابتدائی دور میں جس

میں آپ کو بھائیوں کی وجہ سے ابتلاء آزمائش میں مبتلا ہونا پڑا کی طرف اشارہ ہے۔
وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ میں شاہی وشوکت اور نبوت ورسالت کے عطیہ کی طرف اور
وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ میں آپ کی عمر کے درمیانی حصہ کی طرف اور
وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ میں عمر کے آخر حصہ کی طرف اشارہ ہے کہ اس دور میں حضرت
یعقوب علیہ السلام نے اپنے کنبہ سمیت ان کو سجدہ تحیہ کیا اور حضرت یوسف علیہ
السلام کا دور حیات مذکورہ بالا حصص پر مشتمل ہے اور قرآن کا یہ اجمال ہماری کروڑوں
تفصیلوں سے زیادہ روشن اور ظاہر ہے لیکن بد قسمت کا ستارہ نہ چمکے تو اس کی اپنی شوم
بختی ہے ورنہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے لئے اس سے اور کیا وضاحت چاہیے۔
اب اجمال کے بعد تفصیل کی طرف آیئے۔

۷۔ جب بھائیوں نے دیکھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ
السلام اور ان کے بھائی سے زیادہ محبت ہے تو حضرت یوسف علیہ السلام پر حسد کیا
ان کے متعلق آپس میں صلاح مشورے کیے۔ کسی نے کہا انہیں مار دیا جائے کسی نے
کہا اسے کہیں دور لے جایا جائے آخر طے ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں
میں ڈال دیا جائے کوئی رہگیر انہیں لے جائے گا یہ مشورہ طے کر کے والد صاحب کو
عرض کیا کہ ہمیں بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کی اجازت دیجئے تا کہ ہم انہیں
سیر کرا آئیں۔ آپ نے ان کی اندرونی سازش سے باخبر ہو کر فرمایا

إِنِّي لَيَحْزُنُنِي أَنْ تَذْهَبُوا بِهِ وَأَخَافُ أَنْ يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ وَأَنْتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ
مجھے رنج ہوگا کہ تم انہیں لے جاؤ اور مجھے خوف ہے کہ انہیں بھیڑیا کھا جائے اور تم اس

سے بے خبر رہو۔

فائدہ :حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جو منصوبہ بنایا اور جس طرح وہ واپس آ کر بیان کریں گے حضرت یعقوب علیہ السلام نے پہلے ہی بتادیا چنانچہ واقعہ ویسے ہی بتایا گیا جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا مفسرین نے تصریح فرمائی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

ا۔تفسیر احسن القصص للغزالی مطبوعہ لاہور صفحہ ۲۹ میں ہے کہ

فلما قالوا مالک التزت ارکانه واصفر وجهه واصطلکت اسنانه وتحرک جوانیه کانه علم بالفراسة مافی نفوسهم من الشر ۔جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے (مالک) کہا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے اور چہرہ زرد ہو گیا وتینی پہنچ گئی گویا حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کی دل کی برائی فراست سے معلوم کر لی۔

سوال : یہ حوالہ تمہیں مفید نہیں اس لئے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فراست سے معلوم کر لیا اور یہ کوئی بڑی بات نہیں نفسیاتی طور پر ہر شخص ایسی باتیں بھانپ لیتا ہے۔

جواب : نفسیاتی طور پر بھانپ لینا بھی ہر ایک کا کام نہیں ،نفسیاتی طور پر بھی وہ جانتا ہے جس کی عقل فہم اور ذکاء تیز ہو ورنہ ہم سب ایک دوسرے کے اندرونی حالات سے باخبر ہو جاتے اور پھر وہ ایک فنی ،ظنی ،اٹکل پچو کا معاملہ ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کو ایسے معمولی اور بیکار دھندے میں ملوث کرنا کسی گندے ذہن کا کام ہے ورنہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان تو بلند ہے ان کے خدام کی فراست کا دوسرا نام

علم نورحق ہے جسے ہم ''اہل سنت''، علم غیب سے تعبیر کرتے ہیں چنانچہ آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمن (کامل) کی فراست کے لئے فرمایا:۔

اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور اللّٰه (ترمذی شریف)

مومن کی فراست سے ڈرنا چاہیے کیونکہ مومن اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

سوال: بیضاوی وغیرہ میں لکھا ہے:۔

قیل رآی فی المنام ان الذئب قد شد علیٰ یوسف الخ ۔بعض نے کہا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام پر بھیڑیے نے حملہ کیا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے خواب سے اندازہ لگایا کہ کہیں حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا نہ کھا جائے۔

جواب: پھر وہی غلط فہمی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے خواب سے اندازہ لگایا ہوگا لا حول ولا قوة الا باللّٰه العلی العظیم ۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے اندازہ لگانے کا اتہام وہی لگاتا ہے جسے یہ عقیدہ معلوم نہیں اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی ''رؤیا الانبیاء وحی'' انبیاء کرام علیہم السلام کا خواب بھی وحی ہوتی ہے جب حضرت یعقوب علیہ السلام کا خواب میں دیکھنا وحی ربانی ہے تو پھر انکار کیوں؟ اور ہم اہلسنت انبیاء کرام علیہم السلام کے علمِ غیب کو وحیِ الٰہی کے ماتحت مانتے ہیں۔

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام کے خلافِ واقعہ بتایا ہے یہی ہم کہتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو علم نہیں ہوتا۔

جواب: یہ کسی نامعقول آدمی کا وسوسہ ہے ورنہ حضرت یعقوب علیہ السلام واقعہ

کے مطابق تو بول رہے ہیں کہ تم واپس آکر مجھے یونہی کہو گے چنانچہ ایسے ہی ہوا
صاحب روح المعانی صفحہ ۱۷۵، اور شارح بیضاوی صفحہ ۱۶۱، جلد ۵ میں لکھتے ہیں
وانما حذره لان الانبیاء علیهم السلام مناسبتهم بینهم التامه بعالم
الملکوت تکون وقائعهم بعینها واقعة والا فالذئب فی النوم یؤول
بالعدد ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اولاد کو بھیڑیے سے اس لئے ڈرایا کہ
انبیاء علیہم السلام کو عالم ملکوت سے کلی مناسبت ہوتی ہے اور وہ واقعات کو بعینہا
ملاحظہ فرماتے ہیں۔ ورنہ خواب میں بھیڑیے کو دیکھنے کی تعبیر وہ نہیں جو حضرت یعقوب
علیہ السلام نے خبر دی ہے بلکہ اس کی تعبیر دشمن کو دیکھنا یا اس کا حملہ کرنا وغیرہ اس سے
وھابیہ کے اعتراض کا جواب بھی ہو گیا۔ وہ یہاں یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ حضرت یعقوب
علیہ السلام نے غیبی خواب کی تعبیر کی وجہ سے دی ہم اہل سنت اگر چہ انبیاء کرام
علیہم السلام کی تعبیر الرؤیا کو بھی وحی الٰہی مانتے ہیں لیکن یہاں چونکہ تعبیر سے کوئی
تعلق نہیں اس لئے کہ تعبیر کا تقاضا یہ تھا کہ یہاں خواب میں بھیڑیے کو دیکھ کر
صاحبزادوں کو فرماتے کہ "اخاف من العدو" میں اس کے لئے اس کے دشمن سے
ڈرتا ہوں چنانچہ اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ روانگی کے وقت حضرت ابراہیم علیہ
السلام م کو قمیص جو حریر جنت کی تھی جس وقت کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے
اتار کر آگ میں ڈالا گیا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے وہ قمیص آپ کو پہنائی تھی
وہ قمیص مبارک حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت اسحٰق علیہ السلام کو اور ان
سے ان کے فرزند حضرت یعقوب علیہ السلام کو پہنچی۔ وہ قمیص مبارک حضرت
یعقوب علیہ السلام نے تعویذ بنا کر حضرت یوسف علیہ السلام کے گلے میں ڈال

دی۔ بتایئے اگر حضرت یعقوب علیہ السلام کو صاحبزادوں کی سازش کا علم نہیں تھا تو پھر تعویذ گلے میں ڈالنے کا کیا معنیٰ ۔ چنانچہ اس تعویذ کی برکت سے ایسے ہی ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کنویں میں ہر طرح کی تکالیف سے محفوظ رہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ تعویذ وغیرہ گلے میں ڈالنا سنت انبیاء کرام علیھم السلام ہے اور یہی طریقہ بحمدہٖ تعالیٰ اہل سنت کو نصیب ہے اور وھابی بد قسمت تعویذ کی نعمت سے محروم ہے اور پھر الٹا انبیاء کرام علیھم السلام کی سنت پر طعن و تشنیع کرتا ہے نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ والوں کی متبرک اشیاء میں نفع پہنچانے کی تاثیر اللہ کریم نے رکھی ہے تبھی تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کے گلے میں یہ تبرک ڈالا ثابت ہوا کہ اہل سنت کا طریقہ انبیاء کرام علیھم السلام کی پیروی پر ہے.

فائدہ :۔

امام غزالی نے تفسیر احسن القصص میں لکھا کہ آپ نے اَنْ یَّاْکُلَہُ الذِّئْبُ اس لئے فرمایا کہ آپ کو خواب میں ان کی صورتیں بھیڑیئے کی دکھائی گئیں۔ چنانچہ ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں ''علم یعقوب مافی نفوسھم لانھم رآھم علیٰ صورۃ الذئب فی منامہٖ الاشارۃ یعقوب رآھم عند المعصیۃ علیٰ صورۃ الذئاب الخ'' اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علی علیہ السلام کے متعلق علم تھا کہ حادثہ پیش آئے گا لیکن چونکہ تقدیر ربانی کے سامنے سوائے سر تسلیم خم کے اور کیا کرتے۔

۸۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈال کر واپس لوٹے تو حضرت

یعقوب علیہ السلام کے مکان کے قریب پہنچ کر رونے لگے حضرت یعقوب علیہ السلام باہر تشریف لائے سبب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم آپس میں دوڑتے تھے اور دور نکل گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو اسباب کے ساتھ چھوڑ گئے واپس آئے تو یوسف علیہ السلام کو بھیڑیے نے کھالیا یوسف علیہ السلام کے کرتے کو جھوٹا خون لگا کر پیش کر دیا حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کا بیان سن کر فرمایا:۔

بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات تمہارے واسطے بنالی ہے اب صبر اچھا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ہی مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جو تم بتا رہے ہو۔

فائدہ :۔ انبیاء کرام علیہ السلام کسی پر بدگمانی کرنے سے معصوم ہیں کیونکہ بدگمانی گناہ ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام ہر گناہ سے پاک ہوتے ہیں باقی قمیص کو دیکھ کر بھیڑیے کو بلا کر اپنے علم کی دلیل کے لئے نہیں بلکہ اتمام حجت کے لئے تھا بلکہ سچ پوچھو تو وہ الٹا اپنے علم پر توثیق فرما رہے تھے تاکہ صاحبزادوں کو یقین ہو جائے کہ ابا جی اس معاملے میں باخبر ہیں۔ ہمارا استدلال نص قطعی سے ہے کہ آپ نے فرمایا اے بیٹے یہ سارا بہانہ ہے ورنہ میرے یوسف علیہ السلام تو زندہ ہیں۔ اب اس جدائی پر میں صبر کرتا ہوں مخالفین کا نص کے سامنے کیا اعتبار جس کے متعلق آئندہ چل کر مفصل طور پر عرض کروں (انشاء اللہ)

مفسرین کی تصریحات ملاحظہ ہوں

۱۔ روح البیان صفحہ ۱۳۳ جلد ۴، تحت آیت ہذا ایک فارسی عبارت لکھتے ہیں کہ

حضرت یعقوب علیہ السلام کو بھائیوں کے ساتھ روانہ کرتے وقت خوب روئے اس کا سبب حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا تو جواب میں فرمایا کہ:۔اے یوسف ازیں رفتن تو رائحہ اندوہے عظیم بمشام دل من میرسد ونمی دانم کہ سرانجام کاریکجا خواہد کشید بارے لا تنسانی فانی لا انساک فراموشی نہ شرط دوستانیست

اے یوسف آپ کے جانے سے جدائی کی بو آتی ہے واللہ اعلم انجام کیا اچھا اللہ حافظ مجھے نہ بھلانا میں تجھے نہ بھلاؤں گا۔

اسی لئے حضرت یعقوب علیہ السلام ان کی واپسی پر ان سے حالات سن کر فرمایا:

۱۔ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا اس آیت سے حضرت یعقوب علیہ السلام کے علم کا ثبوت ہے کہ آپ نے ان کی کاروائی کا مشاہدہ فرمایا۔مشاہدہ ومعائنہ کے بعد مذکورہ بالا ارشاد سنایا۔چنانچہ مفسرین بھی تائید فرماتے ہیں:۔

۲۔عنایۃ القاضی صفحہ ۱۶۳،جلد ۵ میں ہے کہ:

لما جعلوا الدم لصدقهم وسلامة القميص دالة علىٰ كذبهم علم يعقوب عليه السلام انه ليس الامر كما قالوا مع وثوقه بالرؤيا علىٰ بلوغه مرتبة عليه ۔انہوں نے جھوٹا قمیص تو دیکھا لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام کو یقین تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب سچا تھا وہ ضرور بلند مرتبہ حاصل کریں گے۔

۳۔مواھب الرحمن تحت آیت ہذا میں لکھتے ہیں کہ نہیں بلکہ تمہارے نفس نے تسویل سے کوئی امر کیا ہے یعنی تم لوگ اپنے نفوس کے پھندے میں مطیع ہوئے۔اس

نے تم کو برا کام بھلا دکھایا وہ تم کر کے آئے۔ بھیڑیئے وغیرہ نے نہیں کھایا ذکرہ الحافظ (یعنی ابن کثیر) بعض علماء نے کہا کہ آنحضرت علیہ السلام تو پہلے ہی اپنے فرزند دلبند کو کہہ چکے تھے کہ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ لیکن تقدیر الٰہی جب جاری ہوتی ہے تو حسن تدبیر حکمت الٰہیہ سے پردہ عجیب طاری ہوتا ہے اور خود حضرت یعقوب علیہ السلام نے آخر کہا۔

اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو جو علم تھا اس سے جانتے تھے کہ حضرت یوسف علیہ السلام زندہ ہیں۔

۴۔ اسی تفسیر صفحہ ۲۰۴، میں اسی جگہ پر لکھا ہے کہ اس سے فراستِ حضرت یعقوب علیہ السلام ظاہر ہے اور ان کو نفوس کے کید وفریب سے آگاہ کر دیا۔ اور اشارہ ہے کہ تم اپنے فریب میں خود گرفتار رہو اور میں تو درمیان میں سوائے سابقہ تقدیر کے کچھ نہیں دیکھتا ہوں پس قولہ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ سے حق عزوجل لباس پہنایا۔ الخ

۵۔ روح المعانی صفحہ ۱۸۰ تحت آیت ہذا میں لکھا ہے کہ:۔

وینضم الٰی ذالک وقوفہ بالرؤیا الدالۃ علٰی بلوغہ مرتبۃ علیاء تخط عنہا الکوکب۔ یہ بات انہیں اسی خواب سے معلوم ہوئی کیونکہ انہیں یقین تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام بلند مراتب پر ضرور پہنچیں گے اور انہیں گیارہ ستارے ضرور سجدہ کریں گے۔

فائدہ:۔ یہی علم کی دلیل کافی ہے کہ آپ نے جب سے سن لیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو خواب سنا دیا ہے اور تقدیر کا نزول بھی اسی امر سے مرتبط تھا اور

اسے خود حضرت یعقوب علیہ السلام نے پہلے خود بیان فرمایا تھا۔

ہماری اس تصریح پر مخالفین کی طرف سے چند سوالات وارد ہوتے ہیں ان کے جوابات بھی ضروری ہیں۔

سوال :۔ اگر حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائیوں کا مکمل حال معلوم تھا [۱] تو پھر بھیڑیئے کو کیوں بلایا اور اس سے حالات کیونکر معلوم کیے۔

جواب :۔ وہ تو اتمام حجت کے لئے تھا جیسے قیامت میں اللہ تعالیٰ بندوں کے حساب کے وقت اتمام حجت کے طور پر انبیاء کرام علیہم السلام سے گواہ طلب کرے گا پھر زبان کو بولنے سے روک کر ہاتھ پاؤں وغیرہ سے اعمال کی تصحیح کرائے گا۔ کما قال تعالیٰ : وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ہمارے ساتھ ان کے ہاتھ بولیں گے اور ان کے پاؤں گواہیاں دیں گے ان کے اعمال پر جو ان سے صادر ہوئے۔

نیز یہ تو الٹا حضرت یعقوب علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ جنگل کے درندوں کو بلوالیا اور بیٹوں کو دکھلانا تھا کہ صرف تم نے میری بغاوت کی ورنہ میرا ادب تو بھیڑیئے بھی کرتے ہیں۔

فائدہ :۔ اس سے ثابت ہوا کہ درندوں اور وحشیوں کو بھی انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ادب اور نیاز مندی اور غلامی کا تعلق ہے لیکن وہ شوم بخت ہے جو انبیاء کرام

---

[۱] :۔ بھیڑیئے کا مکمل قصہ تفسیر فیوض الرحمٰن میں موجود ہے اور امام غزالی قدس سرہ کی تفسیر احسن القصص میں بھی موجود ہے۔

علیھم السلام اور بالخصوص امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا بے ادب اور گستاخ ہے

لطیفہ :۔ ہمارے عوام بلکہ جاہل واعظوں میں مشہور ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیئے سے سوال کیا کہ تو نے میرے بچے کو پھاڑ کھایا ہے تو بھیڑیئے نے جواب دیا کہ اگر میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دکھ پہنچایا ہو تو مجھے اللہ تعالیٰ چودہویں صدی کے مولویوں سے اٹھائے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) یہ نہ کسی حدیث میں ہے نہ کسی تفسیر میں یہ انگریز کی شرارت تھی جب اس نے دیکھا کہ اسے علماء کرام نے ۱۲۰۰، ۱۳۰۰ھ میں چنے چبوا دیئے ہیں تو اس نے اسی قسم کے حملے کئے علماء کرام کی بہت اونچی شان ہے یہ نائب رسول اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے گدی نشین ہیں ان کی توہین کفر اور جہنم میں پہنچانے والی ہے اور ان کی تعظیم وتکریم بہشت کا ٹکٹ بشرطیکہ وہ عقائد صحیحہ کے حامل اور ارشادات مصطفویہ کے عامل ہوں ورنہ بدعقیدہ اور بدعمل عالم جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ کا ایندھن اور سخت ترین عذاب کا مستحق ہے۔ یہ سوالات امام غزالی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے ابھرے اب دوسرے حوالہ جات پڑھیے۔

۲۔ تفسیر مواھب الرحمٰن صفحہ ۱۹۵، پارہ ۱۲ تحت آیت ہذا از عرائس البیان میں لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے سچ فرمایا تھا ان کے حسد کے بھیڑیئے سے خوف کیا اور اسے بھیڑیا دیکھنا حقیقت تھا یعنی حسد کی صورت بھیڑیئے کی ہے اور ان واقعات میں جو کچھ حضرت یعقوب علیہ السلام نے دیکھا اس میں ان کی نظر باطنی سابقہ تقدیر پر واقع ہوئی اور فرزندوں سے دربارہ حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق جو کچھ ہونا تھا وہ نور نبوت سے دیکھ کر بیان کیا کہ آئندہ زمانہ میں ایسے

واقعات ہونے والے ہیں۔

بہرحال حضرت یعقوب علیہ السلام نے معاملہ کو قبل از وقت باذنہ تعالیٰ وعطاء معلوم کرلیا تھا اسی لئے ان کو آتے ہی بتادیا لیکن چونکہ اس میں ان سے اللہ تعالیٰ نے امتحان لینا تھا اسی لئے سر تسلیم خم کرلیا ورنہ ان پر لازم تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی تلاش کراتے حالانکہ تازہ واقعہ سے ان کے دل پر ضرب کاری لگی تھی اسی لئے بڑی جدوجہد کرتے لیکن ان کی خاموشی بتاتی ہے کہ کچھ راز تھا اس پردہ داری میں اس کی مزید تشریح ہم نے آگے چل کر عرض کرنی ہے۔

لطیفہ :۔ یہاں قرب میں جو صرف ۹ میل کا فاصلہ تھا خاموشی لیکن جب ملاقات کا وقت قریب آگیا تو اسی میل دور ملک مصر میں بیٹھنے والے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ لیا یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا اس میں غور وفکر کی دعوت ہے ان کو جن میں غور وفکر کا مادہ ہے

۶۔ جب سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا بند کمروں اور تنہائی میں برے ارادہ پر اپنی طرف بلایا تو وہاں یوسف علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام بچانے والے تو تھے ہی:۔ کما قال اللہ تعالی

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا ۚ لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ بیشک زلیخا نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا۔ آیت میں بُرھان سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں چنانچہ تفاسیر ذیل میں ہے۔

۱۔ تفسیر مظہری سورہ یوسف صفحہ ۲۲ میں ہے:۔ قال قتادة واکثر المفسرین انه رآی صورة یعقوب وهو یقول له یا یوسف تعمل عمل

السفهاء وانت مكتوب فی الانبیاء قتادہ اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھا اور وہ فرما رہے ہیں کہ اے یوسف یہ کام بیوقوفوں کا ہے اور تم تو نبیوں میں لکھے جا چکے ہو۔

۲۔اور لکھا وقال الحسن وسعید بن جبیر ومجاهد وعکرمه والضحاک انفرج له سقف البیت فرآی یعقوب علیه السلام عاضاً علیٰ اصبعه پہلے ترجمہ کے مطابق اس کا مفہوم ہے اور فرمایا:

۳۔ وقال سعید بن جبیر عن ابن عباس مثل یعقوب فقرب بیدهٖ فی صدرهٖ فخرجهت شهوته من انامله اور فرمایا

۴. واخرج بن جریر وابن الیٰ حاتم وابو الشیخ عن محمد بن سیرین قال مثل له یعقوب بن اسحٰق بن ابراهیم خلیل الرحمٰن اسمک فی الانبیاء الخ اور فرمایا:

۵. واخرج بن جریر عن القاسم بن ابی بزه نودی ابن یعقوب لاتکونن کالطیر له ریش فاذا زلیٰ فما فلم یعرض للنداء فرفع راسه فرآی وجه یعقوب عاضاً علیٰ اصبعه فقام مرعوباً استحیاءً من ابیه.

اسی طرح بیضاوی شریف تحت آیت ہذا میں ہے۔

٦. الحاوی للفتاویٰ علامه سیوطی علیه الرحمه نے بھی ابن جریر سے بعض روایات مذکورہ نقل فرمائی ہیں اور تفسیر احسن القصص میں امام غزالی اور مفسرین نے یہی روایت نقل فرمائی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو۔

۷۔روح المعانی صفحہ ۱۹۲ تحت آیت ہذا۔

۸۔ بیضاوی شریف تحت آیت ہذا صفحہ ۱۷۶ مطبوعہ مصر علی شرحہ الخفاجی
۹۔ روح البیان تحت آیت ہذا صفحہ ۲۳۸۔

فائدہ:۔ تقریباً اکثر مفسرین نے یہاں پر حضرت یعقوب علیہ السلام کا دکھائی دینا لکھا ہے اگرچہ مفسرین نے یہاں پر حضرت یعقوب علیہ السلام کا اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کی رہبری کرنا لازمی امر تھا اس لئے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام پیرو مرشد تھے اور پیرو مرشد کا ایسے مواقع پر رہبری کرنا لازمی امر ہوتا ہے اور اس قاعدہ کو مخالفین نہ صرف مانتے بلکہ اسے اپنے دلائل میں پیش کرتے ہیں چند حوالے فقیر یہاں پیش کرتا ہے اس کے بعد فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہے۔ مولوی رشید احمد گنگوہی اپنی کتاب امداد السلوک صفحہ ۱۰ میں لکھتا ہے:

ہم مرید بہ یقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شیخ دور است اما روحانیت او دور نیست چوں ایں امر محکم دارد ہر وقت بیا د وارد ربط قلب پیدا آمد دہر دم مستفید بود۔ مرید در حال دافعہ محتاج شیخ بود رابقلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند البتہ روح شیخ باذن اللہ تعالیٰ القاء خواہد کرد مگر ربط تام شرط است وبسبب ربط قلب شیخ را لسان قلب ناطق شود بسوئے حق تعالیٰ راہ میں کشاید وحق تعالیٰ اورا محدث می کند۔

مرید یہ بھی یقین سے جانے کہ شیخ کی روح ایک جگہ میں مقید نہیں ہے مرید جہاں بھی دور یا نزدیک اگر پیر کے جسم سے دور ہے مگر پیر کی روحانیت دور نہیں جب یہ بات پختہ ہوگئی تو ہر وقت پیر کی یاد رکھے اور دلی تعلق اس سے ظاہر ہو اور ہر وقت اس سے فائدہ لیتا رہے۔ مرید واقعہ کی حالت میں پیر کا محتاج ہوتا ہے شیخ کو اپنے دل میں حاضر کر کے

زبانِ حال سے اس سے مانگے پیر کی روح اللہ کے حکم سے ضرور القاء کرے گی مگر پورا تعلق شرط ہے اور شیخ سے اسی تعلق کو وجہ سے دل کی زبان گویا ہو جاتی ہے اور حق تعالیٰ کی طرف راہ کھل جاتی ہے اور حق تعالیٰ اس کو صاحبِ الہام کر دیتا ہے۔

اس عبارت میں حسب ذیل فائدے حاصل ہوتے ہیں:۔

۱۔ پیر کا مرید کے پاس حاضر و ناظر ہونا۔ ۲۔ مرید کا تصور شیخ میں رہنا۔ ۳۔ پیر کا حاجت روا ہونا۔ ۴۔ مرید خدا کو چھوڑ کر اپنے پیر سے مانگے۔ ۵۔ پیر مرید کو القاء کرتا ہے۔ ۶۔ پیر مرید کا دل جاری کر دیتا ہے جب مرید میں یہ طاقتیں ہیں تو جو ملائکہ اور انسانوں کے شیخ الشیوخ ہیں صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان میں صفات ماننا کیوں شرک ہے۔ اس عبارت نے تو مخالفین کے سارے مذہب پر پانی پھیر دیا۔

مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں لکھا کہ ابویزید سے طے زمین کی نسبت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ کوئی کمال کی چیز نہیں۔ دیکھو ابلیس مشرق سے مغرب تک ایک لحظہ میں قطع کر جاتا ہے اس دوسرے حوالہ کا مقصد یہ ہے کہ اولیاء اللہ کے لئے یہ ایک معمولی بات ہے کہ مشرق سے مغرب میں بیک وقت متعدد مقامات پر موجود ہوں اور اسلام میں یہ مسئلہ متفقہ ہے۔ تفصیل مطلوب ہو تو فقیر اویسی کا رسالہ "الانجلاء فی تطور الاولیاء" اور رسالہ "ولی اللہ کی پرواز" کا مطالعہ کیجئے اور یہ مسئلہ بھی مسلم ہے کہ ولی اللہ کے تصرفات انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کا نمونہ اور انہی کے فیوضات سے مستفاض و مستفاد ہوتے ہیں نتیجہ نکلا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے ایک ایک لمحہ سے باخبر تھے مخالفین نے اپنے مولویوں کے لئے اس بڑے لمبے چوڑے نہ صرف دعادی سے

کام لیا بلکہ ان کے لئے دلائل سے ثابت کیا ہے چنانچہ ہفت روزہ ''خدام الدین لاہور میں اس پر متعدد شواہد قائم کئے ہیں اور علامہ ارشد القادری نے ''زلزلہ'' میں اسی قسم کی متعدد حکایات لکھی ہیں اور فقیر چند حوالے اسی رسالے کے آخر میں عرض کرے گا اور کچھ ''صدائے نوی شرح مثنوی معنوی'' میں درج کئے ہیں تفصیل ''الانجلاء'' میں عرض کردی ہے۔

۱۰۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر کی شاھی کے تخت نشین تھے اور دنیائے عالم میں قحط پڑا اور اناج صرف آپ کی شاھی میں ہی دستیاب ہوسکتا تھا تو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی اناج لینے مصر پہنچے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو پہچان لیا لیکن وہ اس سے لاعلم رہے اناج لیکر واپس روانہ ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارا اور بھائی ہے اس کے حصہ کا اناج بھی دیجئے۔ آپ نے فرمایا انہیں ساتھ لاؤ واپس جا کر حضرت یعقوب علیہ السلام کو تمام ماجرا بیان کیا اور عرض کیا کہ بھائی بنیابین کو ہمارے ساتھ بھیجئے تا کہ اناج زیادہ ہو۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِیْ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ یُّحَاطَ بِكُمْ میں اسے تمہارے ساتھ ہرگز نہیں بھیجوں گا جہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا یہ عہد نہ دے دو کہ تم اسے ضرور واپس لاؤ گے ھاں یہ کہ تم کسی قدرتی امر میں گھر جاؤ۔

فائدہ :۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا استثناء واقعہ کو معلوم ہونے کی وجہ سے تھا چنانچہ مواھب الرحمٰن صفحہ ۳۴۳ پر ابن کثیر کے حوالہ سے لکھتے ہیں ابن ابی حاتم نے

ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ سے روایت کیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو یہ معلوم تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام ان دروازوں میں سے کسی میں بھائیوں سے ملاقی ہوں گے۔ (کذا فی ذکرۂ الامام ابن کثیر) اور بعض نے امام نخعی سے یوں ذکر کیا کہ ان کو معلوم تھا کہ بادشاہ مصر میرا بیٹا یوسف ہے تو چاہا کہ متفرق دروازہ سے جانے میں بنیا بین سے تنہائی میں ملاقی ہو اور ظاہر روایت بالا سے یہی ہے اور کہا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اجازت نہ تھی کہ اس بھید کو ظاہر کریں۔

۴۔ اسی مواہب الرحمن صفحہ ۴۴ میں ہے کہ اکثر لوگ نہیں جانتے کہ اس بھید کو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام جانتے تھے پھر اس نے عالمِ اسباب میں حکم وطریقہ الٰہیہ کی پابندی کی۔

۵۔ اس کے بعد صفحہ ۴۵ پر عرائس سے نقل کر کے لکھا کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے جو وصیت اولاد یعقوب کو فرمائی تھی کہ اسی تدبیر ابواب متفرقہ سے داخل ہوں اور یہ بھی کہہ دیا تھا کہ میں مقدور الٰہی تم سے کسی تدبیر کو دور نہیں کر سکتا ہوں تو یہ ہمارے نور سے دیکھ کر کہا تھا اور وہ امور قدرے عالم اور استعمال شریعت و عقل پر مامور تھے کہ حق عز و جل کے حکم کے آگے اپنے نفس کو محتاج و عاجز رکھتے تھے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کا وصف بیان فرمایا کہ وہ ذی علم تھا اور یہ علم اس کا اپنی طرف سے نہ تھا بلکہ ہماری تعلیم سے تھا یعنی علم لدنی تھا چنانچہ خود خداوند قدوس نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے علم و فضل کی گواہی دے دی ہے کہ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ افسوس ہے کہ خود خالق کائنات تو اپنے پیارے حضرت یعقوب علیہ السلام کو صاحبِ علم بتاتا

ہے لیکن اس کی مخلوق اسے لاعلم ثابت کرتی ہے یہ ان کی بدقسمتی کی دلیل ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو اسی مقام پر جاہل اور لاعلم فرمادیا۔ وہ مانیں یا نہ مانیں یہ ان کی قسمت ورنہ قرآن مجید میں واضح سے واضح تر مضمون کو بیان فرمایا ہے۔

۱۱۔ جب صاحبزادے حضرت بنیامین کو لیکر روانہ ہونے لگے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان سب کو ایک وصیت فرمائی وہ یہ کہ وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ اس وصیت میں ایک راز تھا جو خود حضرت یعقوب علیہ السلام نے قبل از وقت اشارۃً بیان فرمایا وہ یہ ہے کہ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ جو تقدیر ان کو گھیرنے والی تھی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے پہلے بتائی لیکن چونکہ تدبیر بھی اسباب دینویہ میں سے ہے اس کا عمل میں لانا بھی ضروری ہے اس لئے آپ نے صاحبزادوں کو تدبیر بتا کر تقدیر کی خبر بھی قبل از وقت دے دی کما قال اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اور ان تمام باتوں کی تصدیق خود کلام الٰہی میں ہے کما قال اللہ تعالی وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ۭ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا یہ تمام معاملات حضرت یعقوب علیہ السلام پر منکشف تھے تبھی تو اللہ تعالیٰ نے ان تمام معاملات کو بیان کر کے آخر میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی علمی قوت کا اظہار یوں فرمایا: وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ دیکھئے کیسے پیارے انداز سے حضرت یعقوب علیہ السلام کے قدسی علم کو بیان فرمایا گیا ہے منکرین علوم نبوت کو لَا يَعْلَمُوْنَ کا طمانچہ کافی ہے اس سے زیادہ کیا لکھوں جب خدا

تعالیٰ انہیں لاعلم جاہل کہے۔تفاسیر میں آیا ہے:

۱۔ **روح المعانی** میں مولانا سید محمود آلوسی بغدادی (المتوفی ۱۲۷۰ھ) اپنی تفسیر میں تحت آیت ہذا لکھتے ہیں کہ:۔

وقیل المراد لایعلمون ان یعقوب علیه السلام بهٰذاالمثالة من العلم ویراد باکثرالناس حینئذ المشرکون فانهم لایعلمون ان اللّٰه تعالیٰ کیف ارشد اولیائه الی العلوم التی تنفعهم فی الدنیا والآخرة صفحہ۲۱ مطبوع مصر تحت آیت ہذا۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ بعض لوگ حضرت یعقوب علیہ السلام کی علمی قوت سے بے علم ہیں یہاں پر اکثر الناس سے مشرکین مراد ہیں اس لئے انہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو کیسی شان سے بڑے علوم سے نوازتا ہے وہ علوم انہیں دارین میں نافع ہوتے ہیں۔

فائدہ:۔ اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیھم السلام کے علوم کے منکر مشرک تھے اور یہ بھی واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء علیھم السلام کے علوم کے منکرین کو لاعلم یعنی جاہل کہتا ہے۔

۲۔ مواھب الرحمٰن صفحہ ۳۹ پارہ ۱۳ تحت آیت ہذا میں لکھا کہ شیخ نے کہا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے فرزندوں کی نیت درباره بنیابین سچی دیکھی کہ درحقیقت یہی چاہتے ہیں کہ حفاظت کریں اور واپس لائیں اور بنور نبوت صورۃ واقعہ آئندہ بھی دیکھی کہ مقدور کے دفعیہ سے یہ لوگ عاجز ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کو مطلع غیب قرار دیا۔مزید تفصیل ہم نے پہلے عرض کر دی ہے۔

۱۲۔ جب حضرت بنیابین کو حضرت یوسف علیہ السلام نے روک لیا تو صاحبزادوں

نے واپس آ کر عرض کیا:۔ اِنَّ ابۡنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدۡنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمۡنَا وَمَا كُنَّا لِلۡغَيۡبِ حٰفِظِيۡنَ ان کے جواب میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوں فرمایا بَلۡ سَوَّلَتۡ لَـكُمۡ اَنۡفُسُكُمۡ اَمۡرًا ؕ فَصَبۡرٌ جَمِيۡلٌ فرمایا تمہارے نفس نے کچھ حلیہ بنادیا تو اچھا صبر ہے۔

فائدہ : یہ الفاظ بھی موقعہ کو مشاہد و معائنہ فرما کر کہہ رہے ہیں کیونکہ وہ صاحبان بظاہر تو سچے تھے کہ حضرت بنیا بین چوری کے الزام میں گرفتار ہوئے ہیں اور اس پر انہوں نے قوی شہادتیں بھی کر دیں۔ چنانچہ کہا:۔ وَسۡـئَلِ الۡقَرۡيَةَ الَّتِىۡ كُنَّا فِيۡهَا وَالۡعِيۡرَ الَّتِىۡۤ اَقۡبَلۡنَا فِيۡهَا ؕ وَاِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ لیکن اس کے باوجود حضرت یعقوب علیہ السلام فرماتے ہیں: بَلۡ سَوَّلَتۡ لَـكُمۡ اَنۡفُسُكُمۡ اَمۡرًا ان تمام جملوں کو آپس میں ملانے سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے علوم کا دریا بے کنارہ تھا مفسرین کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ روح المعانی تحت آیت ہذا صفحہ ۲۴ میں ہے۔

وقیل لا تجوز ولا اضمار فی الموضعین والمقصود احالة تحقیق الحال والاطلاع علی کیفیة القصة علی السوال من الجمادات والبهائم انفسهما بناء علی انه علیه السلام نبی فلا یبعدان تنطلق وتخبره بذالک علی خرق العادة۔

بعض مفسرین نے لکھا کہ وَسۡـئَلِ الۡقَرۡيَةَ میں مجاز نہ ہو اور نہ ہی اس میں مضاف محذوف ہو اس سے ان کا مقصود یہ تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام صاحبِ معجزات

ہیں وہ خود ہی بستی کے مکانات اور درودیوار سے پوچھ لیں اور جانوروں سے بھی کیونکہ وہ یعقوب علیہ السلام سے بولیں گے۔اس کے بعد لکھا کہ

وقال بعض الاجلة الاولیٰ ابقاء القریة والعیر علیٰ ظاهر هما وعدم اضمار مضاف الیهما ویکون الکلام مبنیاعلیٰ دعویٰ ظهور الامر بحیث ان الجمادات والبهائم قد علمت به وقد شاع مثل ذالک فی الکلام قدیماً وحدیثاً۔

بعض بزرگوں نے فرمایا حقیقی معنی بہتر ہے کیونکہ درودیوار اور بہائم کی گواہی زیادہ موزوں ہوگی اوران سے مخاطب ہونا قدیماً حدیثاً چلا آیا ہے۔

اس کے بعد اس دعویٰ پر چند اشعار لکھ کر فرماتے ہیں کہ اگرچہ جمہور کے نزدیک مجاز اولیٰ ہے لیکن مذکورہ بالا تقریر میں لطافت ہے۔

کما قال ولا یخفی ان مثل هٰذا لا یخلو عن ارتکاب مجاز نعم هو معنیٰ لطیف بیدان الجمهور علیٰ خلافه واکثرهم علیٰ اعتبار مجاز الحذف۔ (روح المعانی صفحہ ۳۵ الجزء الثالث عشر)

فائدہ: اس گفتگو سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے صاحبزادوں کا بحیثیت امتی ہونے کا عقیدہ تھا کہ نبی علیہ السلام کے ساتھ درودیوار اور بہائم بولیں گے تو اس سے ہماری سچائی کا اظہار ہوگا اور ہم اس واقعہ سے بری الذمہ ہوں گے ورنہ ان کی سابقہ کیفیت تو مخدوش تھی چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے انہیں اشارہ فرمایا کہ واقعی تمہارا اس میں کوئی قصور نہیں اور نہ ہی میرا بیٹا بنیامین چور ہے لیکن وہ وعدہ وصل قریب ہوگیا ہے اسی لئے صبر کرتا ہوں لیکن تم جاؤ

اب حضرت یوسف علیہ السلام کوتلاش کرو کما قال عَسَى اللّٰہُ الخ اور یہ کلمات بدگمانی یا اٹکل پچو اور قیاس آرائی سے نہیں کہے جارہے بلکہ لسان نبوت سے نکل رہے ہیں اور وحی ربانی کے مورد فرمارہے ہیں اور یہی ہمارا مدعا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام واقعہ کو دیکھ کر فرمارہے ہیں کہ نہ بنیابین نے چوری کی ہے اور نہ ہم فتویٰ دیتے کہ ہماری شریعت میں چور کی سزا یہ ہے اور نہ ہی وہ وہاں رہتے وگرنہ ان کو وہاں رکھ لیا گیا تو کوئی حرج نہیں چندروز ان کی جدائی بھی برداشت کرلیتا ہوں لیکن اب پیمانہ صبرلبریز ہوگیا ہے اب جدائی کی سختیاں برداشت کرنے کی نہیں سن لو اب یعقوبی فتویٰ یہ ہے۔ عَسَى اللّٰہُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ بِهِمْ جَمِیْعًا حضرت یعقوب علیہ السلام کے منکرین اگر تعصب کی پٹی آنکھ سے اتار کر نصوص قطعیہ کو دیکھیں تو کسی قسم کا تردّد باقی نہیں رہتا جب حضرت یعقوب وحضرت یوسف علیہما السلام کی ملاقات کا وقت قریب تر ہوگیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے صاحبزادوں سے کہا: عَسَى اللّٰہُ یعنی اب تینوں صاحبزادوں کی ملاقات ہونے والی ہے۔ اگر حضرت یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کا علم نہ ہوتا تو بِهِمْ (جمع) کے بجائے بهما (تثنیہ) بولتے کیونکہ وہاں تو صرف بنیابین اور پھر شرمساری کے مارے یہودرہ گئے تھے لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام کے ملنے کا وقت بھی قریب تر ہوگیا ہے اسی لئے لفظ عَسَى سے بیان کیا جو مضارع (مستقبل) کے قریب تر زمانہ پر دلالت کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے امید کا اظہار کیا تو صاحبزادوں نے کہا:

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ یُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ

الْهٰالِکِیْنَ آپ نے ان کے جواب میں فرمایا:۔ قَالَ اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ اس کے بارہ میں اب اسلاف صالحین علیہم الرحمہ کی سنیے۔

۱۔ مواھب الرحمن تحت آیت ہذا صفحہ ۶۹ پر لکھتے ہیں صیغہ جمع جو کم سے کم تین فرد ہوتے ہیں سب کو مجھ سے ملادے اور وہ یوسف و بنیابین اور تیسرا بیٹا ہے جو وہیں رہ گیا تھا۔

۲۔ اس کے بعد صفحہ ۷۰ پر لکھا کہ اول تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کو معلوم ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام زندہ اور خود مختار موجود ہیں دوم سب مجموع ملیں گے کیونکہ موافق اصل کے جَمِیْعًا تاکید ان سب کے آنے کی بصورت اجتماعی ہے جو یَّاْتِیَنِیْ بِھِمْ سے مشکوک ہے کہ شاید ایک دوسرے کے بعد آجائیں تو جَمِیْعًا سے ظاہر کردیا کہ مجموع ملیں گے۔ سوم یہ کہ عَسَی اللّٰہُ کے قرب زمانہ پر اعلام کیا پس حسن ظن کے طور پر ایسے امور تحقیقی کا گمان غیر مرضی ہے ہاں فراست کے طور پر مسلّم ہے۔

لطیفہ:۔ یہ وجہ سوم دراصل ایک نظریہ کے رد میں لکھا اس لئے کہ بعض مفسرین نے لکھ دیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا یہ علم حسن الظن کے طور تھا یا بطریق فراست۔ مولوی امیر علی نے قول اول کو ٹھکرادیا اور ہم اہل سنت بھی اسی لئے وھابیہ دیوبندیہ کے قول کو ٹھکراتے ہیں اس لئے کہ نبوت کو ظن (گمان) کہا اس کے لئے تو یقین بلکہ عین الیقین ماننا ضروری ہے۔

۳۔اس کے بعد آخر میں یہی صاحب لکھتے ہیں کہ القصہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بنور الٰہی تعالیٰ نہایت ادب سے امیدواری کے لفظ سے یہ التجا کی کہ عنقریب اللہ ان سب کو مجھ سے ملا دے گا کیونکہ ان کو علم اسرار قدرت معہ علم نبوت عطا ہوا تھا اور انقطاع تعلق شہود ہو چکا۔

۴۔یہی صاحب صفحہ ۷۲ پر اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِىْ بِهِمْ جَمِيْعًا یہ تو حیاتِ یوسف علیہ السلام پر علم ہے اور یہ قول کہ فقط حسن الظن تھا۔ مستبعد ہے اس کی وجہ فقیر نے اوپر لکھ دی ہے۔

۵۔یہی صاحب صفحہ ۷۶ پر اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ مجھے ان معاملاتِ الٰہی میں علم نبوت سے جو کچھ معلوم ہے وہ تم کو معلوم نہیں ہے اور تم میرے فعل کو اپنے فعل پر قیاس مت کرو۔

کار پاکان را قیاس از خود دیگر گرچہ ماند در نوشتن شیر و شر

۶۔اس کے بعد صفحہ ۷۷، ۷۶، پر لکھا کہ مترجم کہتا ہے کہ اقرب وہ قول بیضاوی ہے کہ مجھے حکمتِ الٰہیہ سے وہ علم ہے جو تم کو نہیں ہے پس میرا فعل اس حکمت پر مبنی ہے اور وہ بھی اولیٰ ہے جو ابن کثیر نے ذکر کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قول اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی خواب یوسف اور اللہ تعالیٰ ضرور اس کو سچ ظاہر کرے گا اور عوفی نے ابن عباس سے روایت کی کہ میں جانتا ہوں کہ خوابِ یوسف سچ ہے اور میں اس کے لئے سجدہ کروں گا۔

۷۔اسی مواھب الرحمٰن صفحہ ۷۷ پر عرائس البیان سے نقل کر کے لکھا کہ

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ میں رمز واشارہ سے حقیقت کا اشارہ کیا یعنی سرقہ وہ نہیں جو صواع چرانا تم گمان کرتے ہو اور یہ فعل انبیاء نہیں بلکہ سرقہ اسرار یوسف ہیں جو مکامن غیب کی واردات سے اس کو آگاہ کیے ہیں۔ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ کے معنیٰ یہاں یہ ہیں کہ بھید پوشیدہ رکھوں گا اور زیادہ خوشی وفرحت کو پی جاؤں گا تا کہ تقدیر کا بھید ظاہر نہ ہو اور ربوبیّت کا معاملہ پردہ میں رہے اور یہ مرتبہ تمکین انبیاء کرام علیھم السلام کا ہے اور ان کو اس خبر سے زمانہ وصال قریب ہونے کا علم ہوا بدلیل عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِىْ بِهِمْ جَمِيْعًا اور یہ امید بدیدار وصال بچشم یقین ہے۔

۸۔ روح المعانی تحت آیت اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ لکھا ہے کہ:۔قیل انما ترجی علیه السلام الرؤیاء التی رآھا یوسف علیه السلام فکان ینتظر ھا ویحسن ظنه باللّٰه تعالٰی ۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کی وجہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کی ملاقات کی امید تھی اور اسی انتظار میں اللہ تعالیٰ سے حسنِ ظن رکھتے تھے۔

۹۔ اسی طرح بیضاوی شریف مطبوعہ عنایۃ القاضی صفحہ ۳۰۲، جلد ۵ میں ہے:

قارئین حضرات! سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کے زندہ ہونے کا یقین اس سے اور کیا ہو جبکہ بار بار حضرت یعقوب علیہ السلام کبھی کنایۃً کبھی اشارۃً اور پھر فرماتے ہیں کہ لیکن جب صاحبزادوں نے ان کے اظہار کو محض امیدوار خیالی تصورات پر محمول کیا تو آپ نے اپنے علم کا ثبوت واضح

فرمادیا کہ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو میرا جاننا اور ان کی زندگی کا علم مجھے صرف امید و رجا سے مربوط نہیں اور نہ ہی محبت و عشق میں آکر تصوراتی دنیا میں بیٹھ کر کہہ رہا ہوں بلکہ مجھے اس کا علم عطیہ یزدانی ہے اور اب اس کے اظہار کا وقت آ گیا ہے چنانچہ اب میں تمہیں حکماً کہتا ہوں۔

۱۰۔ یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَاَخِیْهِ غور فرمایئے اگر حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق حضرت یعقوب علیہ السلام کو زندہ ہونے کا یقین نہیں تھا تو اب ان کے جس کا حکم کیسا ورنہ بقول مفسرین حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کو اس وقت تک اسی سال گذر گئے اب اسی سالہ گم شدہ صاحبزادہ کے لئے فرمایا اے میرے صاحبزادے جاؤ یوسف علیہ السلام کا سراغ لگاؤ۔

نکتہ :۔ واؤ عاطفہ جو جمع کے لئے آتی ہے سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو دونوں بھائیوں کا یکجا رہنا معلوم تھا تبھی تو فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَاَخِیْهِ فرمایا ورنہ سراغ لگانے کی ضرورت تو صرف حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے تھی کیونکہ بنیابین علیہ السلام کے لئے تو جس کی ضرورت ہی نہ تھی کیونکہ وہ شاہ مصر کے قابو میں تھے اور بقانونِ یعقوبی تادم زلیست ان کے قبضہ میں رہیں گے اب مفسرین کی سنیے۔

۱۔ مواھب الرحمٰن صفحہ ۸ تحت آیت ہٰذا کہا کہ اس آیت میں صاف اشارہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام زندہ موجود ہیں اس کے بعد لکھا کہ مترجم کے نزدیک یہ بیان اَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کا ہے ولیکن راز کو مخفی رکھا اور کہا جاؤ اب غور سے

تجسس کرو یعنی حواس سے ادراک کرنے کی کوشش کرو اب تک تم پر پہچان سے پردہ کیا گیا تھا اب جا کر یوسف کو پہچانو اور اس کے ساتھ ہی بنیا بین ہے اور یہ مدارک ادراک لطیف سے فکر صحیح کا قابل ہیں خلاصہ یہ کہ اوّل حکمتِ الٰہیہ مقتضی ہوئی کہ حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام سے جدا کئے جائیں اور اس وقت آنحضرت علیہ السلام نے اشارات میں گفتگو کی کہ تمہارا لے جانا مجھے غمگین کرتا ہے اور خوف کہ بھیڑیا کھا جائے اور ادھر قہریا الـــــخ آخر میں فرمایا میں علم الٰہیؑ سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو اسی واسطے ابتدائے وقت میں نہ کنعان کے کنوئیں میں تلاش کیا اور نہ کسی سے استمداد چاہی جب وقت آیا تو کہا اب جا کر حضرت یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائی کو حواس سے پہچانو کہ تمہارے حواس کا پردہ دور ہونے کے قریب ہے۔

۲۔ روح المعانی تحت آیت یَاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ صفحہ ۳۶ میں ہے:

لانہ علیہ السلام کان واثقا بحیاتھما وعالماً بمکانھما طامعا بایابھما ۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کو دونوں صاحبزادوں کی زندگی، ان کے رہنے کی جگہ کا علم تھا اور یقیناً ان کی واپسی کی امید بھی تھی۔

ان تصریحات کو دیکھئے پھر مخالفین کی اگر مگر کو بھی سامنے رکھیے اس کے بعد نتیجہ نکالئے کہ آخر ان کا حضرت یعقوب علیہ السلام کے علم کی نفی سے مقصد کیا ہے۔

۱۲۔ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ جو کچھ اللہ سے میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

۱۔ اس آیت کی تفسیر میں تفسیر جلالین میں لکھا ہے کہ:۔

مِنْ اَنَّ رُؤْیَا یُوسُفَ صِدْق" وَھُوَ حَیّ" (جلالین صفحہ۱۹۵) یعنی اللہ سے میں جانتا ہوں کہ یوسف علیہ السلام کا خواب سچا ہے اور یوسف علیہ السلام زندہ ہیں۔

۲۔تفسیر مظھری صفحہ ۶۳، ۶۸، پارہ ۲۰ میں ہے من حیوۃ یوسف و ان اللہ یجمع بیننا۔یعنی میں جانتا ہوں کہ حضرت یوسف علیہ السلام زندہ ہیں اور وہ عنقریب ملیں گے۔

معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے فرزند پاک حضرت یوسف علیہ السلام کے زندہ ہونے کا علم تھا باوجود اس کہ جو لوگ یوں کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو کوئی علم نہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام زندہ ہیں یا نہیں؟ وہ خود بے علم و جاہل ہیں۔انہیں پیغمبروں کا علم ہی نہیں کہ ان کی کیا شان ہوتی ہے خدا کا پیغمبر اپنے اللہ سے وہ باتیں جانتا ہے جن سے دوسرے لوگ بالکل بے خبر ہوتے ہیں اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا رنج وملال عدم علم کی بناء پر نہ تھا بلکہ جدائی کے صدمہ سے تھا اور یہ ایک فطری چیز ہے جو ماں باپ کے دلوں میں اولاد کی طرف سے رکھی گئی ہے اس کی تفصیل آتی ہے۔

۲۔مواھب الرحمٰن صفحہ ۹۸ تحت آیت ہذا لکھا کہ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ لوگوں سے کہی جنہوں نے خوشبوئے یوسف پہنچنے پر ضلال قدیم کا وہم کیا تھا واضح ہوا کہ یہ علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیان کیا یا تو وحی سے تھا یا بطریق ابہام وخواب تھا یا کشف نبوت تھا پس اگر وحی تھا تو اخفاء کا حکم بھی ہوگا اور یہ بطریق اسرار ہوگا اور اگر ابہام یا خواب تھا تو یہ بھی انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں وحی کے حکم میں ہے اور کشفِ نبوت میں تھا تو بہت سے علوم منکشف ہوتے جن کو بندگان خاص اپنے ہی

قلب میں رکھتے ہیں پھر لکھا کہ ہر حال میں نیک بندے حضور رباری تعالیٰ میں حاضر رہتے ہیں۔

۳۔ روح المعانی تحت آیت ہذا صفحہ ۳۸ میں لکھا:۔

واعلم من اللّٰہ ای من لطفه ورحمة مالا یعلمون فارجو ا ان یرحمنی ویلطف ولا یجیب رجائی ای اعلم وحیا او الهاماً اوبسبب من اسباب العلم من جهة تعالیٰ مالا تعلمون من حیاة یوسف علیه السلام علم ذالک من الرؤیاء حسب ماتقدم الخ

میں اللہ تعالیٰ کے لطف اور اس کی رحمت سے جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور میں اس کے لطف وکرم سے پُر امید ہوں مجھے نا امیدی نہیں یعنی میں وحی والہام یا علم کے زور سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں بعض نے کہا کہ آپ کو یوسف علیہ السلام کا علم بسبب اسی خواب کے تھا جس کی بارہا تشریح ہو چکی ہے۔

۳۔ یہی مفسر تحت آیت ہذا صفحہ ۵۰ پر لکھتے ہیں کہ:۔

فان مدار النهی الذی اوتیه علیه السلام من جهة اللّٰہ تعالیٰ سبحانه‘

علم ظاہر نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہی کی وجہ سے تھا۔ پھر فرمایا انی اعلم من اللّٰہ من حیاة یوسف علیه السلام۔

میں یوسف علیہ السلام کے متعلق جانتا ہوں کہ وہ زندہ ہیں۔

۴۔ روح البیان تحت آیت ہذا اسی طرح مفسرین نے مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں لکھا ہے: مذکورہ بالا جملہ اس وقت کا ہے جب حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں

سے صلح صفائی کرلی تو والد ماجد کے لئے اپنا (وہ قمیص جو تعویذ بنا کر گلے میں ڈالا تھا) بھیجا ادھر قافلہ مصر سے روانہ ہوا ادھر حضرت یعقوب علیہ السلام گویا ہوئے کما قال اللّٰہ تعالیٰ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّىْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَاۤ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ حضرت یعقوب علیہ السلام کی یہ گفتگو سن کر آپ کے پوتے جو ساتھ بیٹھے تھے کہنے لگے قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِىْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ اس گفتگو کو یقین کر کے دکھلایا کہ تھوڑے عرصہ بعد قافلہ آ گیا اور یہود بڑے صاحبزادے نے پیرہن یوسفی حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں پر ملا اور آپ نے صاحبزادوں کو خصوصاً اور رہتی دنیا کے تمام اہلِ ایمان کو عموماً یوں فرمایا: اِنِّىْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

فائدہ:۔ ناظرین یہ تھیں ہماری تصریحات اور بحمدہ تعالیٰ قرآنی تصریحات سے ہی ہمارے دلائل ہیں لیکن باوجود اس کے اگر کوئی نہیں مانتا تو وہ جانے ہمارا کام تھا دلائل سے سمجھانا ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اب چند حوالے اسلاف صالحین کے پڑھیے۔ جنہوں نے صاف لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کا حال معلوم تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی جانب سے اسے ظاہر نہ کرنے کا حکم تھا۔

تصریحات علماء کرام

علمائے متقدمین واسلاف صالحین اور اکثر مفسرین علیہم الرحمہ کی یہی رائے ہے کہ سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے جملہ حالات از کنعان تا تخت وتاج مصر سے نوازے جانے سے باخبر تھے۔

تفسیر مواہب الرحمٰن خلاصہ ابن جریر و ابن کثیر میں مولانا امیر علی ہدایہ و عالمگیری

تحت آیت اَنْ یَاْکُلَهُ الذِّئْبُ لکھتے ہیں کہ خود ان کو فراست سے یوسف علیہ السلام کے آخر عمر تک کے واقعات معلوم تھے چاہو یہ کہہ دو کہ خواب وغیرہ سے ظاہر ہوئے لیکن انہوں نے مراد الٰہی تعالٰی سے موافقت کی کہ یوسف علیہ السلام سے جدائی وشہود حقیقت پر نظر کر کے اپنی مراد چھوڑ دی۔

۲۔ تفسیر روح البیان صفحہ ۲۴۱ جلد ۴، تحت آیت وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا میں متعدد اشخاص کے اسماء لکھے ہیں جو قبل یا بوقت ولادت گویا ہوئے ان میں حضرت یوسف علیہ السلام بھی ہیں جنہوں نے ماں کے پیٹ میں کلام فرمایا اصل عبارت یوں ہے:۔

وتکلم یوسف علیہ السلام فی بطن امہٖ فقال انا المفقود المغیب عن وجہ ابی زمانا طویلا فاخبرت اُمہ والدہ بذالک فقال اکتمی امرک

حضرت یوسف علیہ السلام اپنی ماں کے پیٹ میں بولے کہ میں گم شدہ ہوں گا اور اپنے والد گرامی سے ایک عرصہ غائب ہو جاؤں گا یہی خبر والدہ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو بتائی تو آپ نے فرمایا اس راز کو مخفی رکھنا۔

فائدہ :۔ بتایئے اب بھی شک ہے جب پیارے پیغمبر نے دنیا میں قدم رکھنے سے پہلے اپنے حالات بتائے اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اسے سنا اور تقدیر الٰہی کے سامنے سر جھکایا لیکن منکرین کی قسمت میں لکھا ہے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام کو مطعون کرنا۔

۳۔ مواھب الرحمٰن صفحہ ۳۴ پارہ ۱۳ رکوع ۸، میں ایک روایت حضرت ابراہیم

نخعی [۱] علیہ الرحمہ کی نقل کر کے لکھتے ہیں کہ مترجم کہتا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء والیاء کو اکثر باتیں ایسی معلوم ہوتی ہیں جن کے ظاہر کرنے کی اجازت نہیں ہوتی اس کے بعد بڑی قوی اور مضبوط دلائل سے اس مسئلہ کو ثابت کر کے آخر میں لکھا کہ جب یہ اصل ثابت ہوگئی تو اس سے بہت سے مدارک جس سے عوام [۲] متردد ہوتے ہیں حل ہو گئے اور واضح ہو کہ جو کچھ وقائع اس قصہ میں حضرت یوسف و حضرت یعقوب علیہما السلام سے واقع ہوئے وہ باعلام و اجازت الٰہی تعالیٰ تھے ولیکن استعمال ان میں ظاہری تدابیر وطریقہ نظام عالم کا ہوا ہے جزم بہ الکشاف ایضاً۔ اسی کے بعد اسی میں وہی دلائل لکھے جو فقیر نے رسالہ ہذا میں دُرج کیے ہیں اور قول حضرت یعقوب علیہ السلام کا اَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ قولہ یٰبَنِیَّ اذْھَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وقولہ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ سب اس کے واسطے شواہد صحیح واشارات قویہ ہیں۔

ان تینوں تفسیروں کے علاوہ تفسیر کبیر وغیرہ میں تصریحات سپرد قلم کئے ہیں اگر موقعہ ملا تو تفسیر اویسی میں مزید تصریحات لکھوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

عقلی دلائل علم حضرت یعقوب علیہ السلام

۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب کی تعبیر سے ان کی تمام سانح عمری بتادی۔

۲۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے بھیڑیئے کی خبر پر جستجو و تفتیش نہ کرنا بھی ان کے علم کی غمازی کرتا ہے لیکن تقدیر الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر کے خاموش

---

[۱] اسے ہم اپنے مقام پر نقل کر چکے ہیں۔ [۲] اس سے وھابی نجدی دیوبندی مراد ہیں ورنہ ہم اہل سنت بفضلہ تعالیٰ متردد نہیں بلکہ ہم پختہ یقین سے مزین ہیں۔

رہے چنانچہ حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

۱۔ مواہب الرحمٰن صفحہ ۲۰۳، تحت آیت مضمون وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ میں ہے کہ شاید وحی سے منع کئے گئے ہوں تا کہ مشقت سے ثواب زیادہ ہو۔

۲۔صاحب روح المعانی علیہ الرحمہ نے علامہ فخر رازی قدس سرہٗ سے چند سوالات کر کے بہترین جوابات دیئے ہیں جنہیں یہاں نقل کرنا نہایت ضروری ہے تا کہ قارئین کو معلوم ہو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام کا علم ماننا ضروری ہے ورنہ منکرین عصمت انبیاء علیہم السلام اپنے غلط عقائد میں عوام کو ورغلانے میں کامیاب ہوجائیں گے۔ یہ بحث اس لائق ہے کہ اسے بغور پڑھا جائے کہ وھابیہ دیوبندیہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا انکار علم کر کے منکرین عصمت انبیاء علیہم السلام کی وراثت سنبھال رہے ہیں اور ہم بحمدہٖ تعالیٰ اپنے اسلاف صالحین علیہم الرحمہ کے نقش قدم پر ہیں۔

از منکرین عصمت انبیاء علیہم السلام

اگر چہ قضا وقدر کے سامنے سر تسلیم خم کر کے صبر کرنا واجب ہے لیکن ظلم ظالمین اور مکر ماکرین پر صبر نہیں کرنا چاہیے بلکہ ایسے مواقع پر ان کے ظلم اور مکر وفریب کا ازالہ ہو یا اس کے ساتھ دھوکہ اور مکر وفریب کا ازالہ واجب ہے بالخصوص جب دوسرے پر ظلم کیا جارہا ہو تو حسبِ استطاعت مظلوم کی اعانت فرض ہے۔ بالخصوص حضرت یعقوب علیہ السلام پر مزید ضروری تھا کہ وہ نبی تھے ان کی اولاد اور ان کی امت اور نبی اپنی امت کا حاکم مطلق ہوتا ہے اسی لئے حضرت یعقوب علیہ السلام پر ضروری تھا کہ جب بیٹوں نے کہا کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا ہے تو انہیں

یوسف علیہ السلام کی تلاش میں حتی الامکان جدو جہد لازمی تھی جب انہیں دلائل واضحہ وبراہین قاطعہ بالخصوص بہ عقیدہ اہل سنت علم لدنی سے یقین ہو گیا کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں مزید آں خود بہت بڑی شہرت کے مالک تھے جملہ ممالک بالخصوص اپنے ملک میں تو ان کا ثانی کوئی نہ تھا اور ملک کا چھوٹا بڑا امیر غریب آپ کی تعظیم وتکریم اور آپ کے معاملہ میں بالخصوص محبوب ترین صاحبزادے کی تلاش کے لئے جان کی بازی لگانے کو تیار تھا لیکن آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی تلاش کی طرف معمولی طور پر بھی توجہ نہ دی بلکہ رونے، آنسو بہانے میں لگ گئے اور ایسے معاملہ میں ایک معمولی انسان بھی کوتاہی نہیں کرتا چہ جائیکہ ایک با اختیار اولوالعزم نبی اور ایسے امور میں چشم پوشی کی نہ شرع اجازت دیتی ہے نہ عقل لیکن وہ صاحب شریعت پیغمبر علیہ السلام نے نہ صرف چشم پوشی کی بلکہ اپنے محبوب ترین صاحبزادے یوسف علیہ السلام کو گویا جان بوجھ کر ظلم کے منہ میں جھونک دیا۔

جوابات

امام فخر الدین رازی قدس سرہٗ سے نقل کر کے روح المعانی نے متعدد جوابات دیئے ہیں فقیر یہاں صرف وہ جوابات نقل کرتا ہے جو ہمارے موضوع سے متعلق ہیں وہی ہذا

١. لا جواب عن ذالک الا ان یقال انه سبحانهٗ وتعالیٰ من عن الطلب تشدیداً تغلیظاً للامر اس کا صرف یہی جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کی تلاش سے روک دیا تا کہ ان کے فراق میں زیادہ محنت ومشقت میں مبتلا ہوں۔ یہی ہم وھابیہ دیوبندیہ کو کہتے ہیں:۔

۲۔ لعله عليه السلام علم ان الله تعالٰی یصون یوسف، عليه السلام عن البلاء والمحنة وان امر سیعظم بالآخرة

حضرت یعقوب علیہ السلام کو معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ ہر بلاء ومصیبت سے بچا کر انجام بکار بہتر ہی ہوگا۔

چنانچہ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا ذرّہ ذرّہ کا حال حضرت یعقوب علیہ السلام کو معلوم تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ جو حفاظتی کاروائی منجانب اللہ ہوئی وہ ہر مفسر کو معلوم ہے تفصیل دیکھنی ہو تو فقیر کی تفسیر اویسی دیکھیے۔

۳۔ فلما وقع یعقوب عليه السلام فی هٰذهِ البلية رآی ان الا صواب الصبر والسكوت وتفويض الامر بالكلية الیَ اللّٰهِ تعالٰی لا سیما ان قلنا انه عليه السلام کا عالما بان ماوقع لا يمكن تلافيه حتّٰى يبلغ الكتاب اجله۔

جب حضرت یعقوب علیہ السلام اس بلا میں مبتلا ہوئے تو دیکھا کہ بھلائی صبر وسکوت اور اپنے جملہ امور اللہ تعالیٰ کی طرف سپرد کریں بالخصوص جب کہیں کہ انہیں علم تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام جو ہونا ہے وہ ضرور ہو کر رہےگا اور اس کی تلافی ناممکن ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا مکمل ہو۔

یہی ہماری معروضات ہیں لیکن وھابیہ دیوبندیہ کی قسمت میں لکھا ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تنقیص کریں اور ہماری قسمت میں لکھا ہے کہ اس کا ازالہ کریں۔

خلاصہ یہ کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا یقین کر کے چپ ہو جانا کہ حضرت یوسف

علیہ السلام کو بھیڑیئے نے نہیں کھایا دلالت کرتا ہے کہ ان کا تقدیر الٰہی کے سامنے سر جھکانے کا ارادہ تھا ورنہ الٹا شرعاً وعقلاً ان پر بہت بڑے گناہ کا الزام آتا ہے کہ جب وہ عالم دنیا میں اسباب کے استعمال کے پابند ہیں تو پھر حضرت یوسف علیہ السلام کی تلاش کی جستجو سے اتنا بے اعتنائی ولا پرواہی ہوں۔

علاوہ ازیں جب بھی حضرت یعقوب علیہ السلام کے صاحبزادے غائبانہ کام کرتے تو واپسی پر رپوٹ دیتے اور آپ کو اصلی واقعہ سے آگاہ فرمادیتے مثلاً انہوں نے کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا آپ نے فرمایا:۔ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْرًا جب انہوں نے بنیابین پر چوری کا الزام لگایا تو بھی آپ نے اصلی حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا۔

باب دوم

سوالات وجوابات

قبل اس کے کہ فقیر مخالفین کے سوالات کے جوابات عرض کرے پہلے مقدمہ قاعدہ ذہن نشین فرمائے وہ یہ کہ قرآن وحدیث اور علمائے ملت کی تصریح موجود ہو تو وھاں گمان اور خیالی امر قابل حجت نہیں یعنی تصریح کے بعد اگر مگر چونکہ چنانچہ کی دال نہیں گلتی۔ بحمدہ تعالیٰ ہم نے قرآن مجید اور بزرگان اسلام کی تصریحات کے ساتھ عقلی دلائل سے مسئلہ کو واضح کیا۔ اب مخالفین پر لازم ہے کہ وہ بھی حضرت یعقوب علیہ السلام کے علم مبارک کی نفی میں تصریح پیش کریں ورنہ چونکہ چنانچہ اگر مگر کی گاڑی نہیں چلتی۔ ناظرین نے گذشتہ اوراق میں پڑھ لیا کہ ہم نے اپنے دعویٰ میں

ایک درجن سے زائد آیات قرآنی اور چار درجن سے زائد معتمد و مستند مفسرین کی تصریحات پیش کی ہیں اور مخالفین کے ھاں اگر کوئی قرآنی دلیل یا حدیث پاک کی تصریح ہے تو پیش کریں ورنہ اور چونکہ چنانچہ کا سرمایہ کہ اگر علم تھا تو یوں کیوں ہوا تو ایسے کیوں مثلاً انہوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے علم پر کوئی ایک دلیل ہی نہیں پیش کی البتہ حضرت شیخ سعدی قدس سرہٗ کے مندرہ ذیل اشعار پڑھ کر، سنا کر عوام کو گمراہ کرتے ہیں ان کے جوابات آئندہ صفحات پر ملاحظہ ہوں اشعار سعدی قدس سرہٗ ؎

یکے پرسید زاں گم کردہ فرزند	کہ اے روشن گہر پیر خردمند
زمصرش بوئے پیرہن شمیدی	چرا درچاہ کنداں نش ندیدی
گفت احوال مابرق جہانست	دمے پیدا ددیگر دم نہاں است
گہے بر طارم اعلیٰ فشینم	گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

جوابات:۔

قبل اس کے کہ فقیر اشعار شیخ سعدی کے جوابات لکھے وہ دلائل پڑھیے جن میں ثابت کیا گیا ہے کہ رونا لاعلمی کی دلیل نہیں بلکہ بسا اوقات رونا علم کی مملابت ہے چنانچہ ملاحظہ ہو۔ رونا لاعلمی کی دلیل نہیں بلکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بشری تقاضوں کے اظہار کی دلیل ہے اس لئے کہ بشریت پر جب اسی قسم کے حوادث کا ورود ہوتا ہے تو بشریت اپنے تقاضے پوری کرتی ہے مثلاً موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں ڈالتے وقت بذریعہ الہام یقین دھانی کرائی کہ تیرا یہ صاحبزادہ واپس تجھے ملے گا اور بعد کو رسول و پیغمبر بنے گا فلہذا اسے دریا میں ڈال دے اور نہ گھبرانا اور نہ ہی غم کھانا کما

قال اللہ تعالیٰ وَ اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اس کے باوجود جب بی بی نے دیکھا کہ صاحبزادہ فرعون کے ہاتھ لگ گیا تو آپے سے باہر ہوگئی اور قریب تھا کہ راز فاش کردیتی کما قال اللہ تعالیٰ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰی فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ وہ بی بی ولیہ کاملہ تھیں اسی لئے تو انہیں وحی ربانی یعنی الہام حق سے نوازا گیا باوجودیکہ انہیں قرآنی ارشاد سے علم تھا کہ موسیٰ علیہ السلام انہیں واپس ملیں گے اور جوان ہوکر رسول وپیغمبر بنیں گے لیکن بشری تقاضا اس کے برعکس انہیں لے گیا۔ ایسے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام کو ہوا کہ باوجودیکہ پہلے وہ خود فرما بیٹھے کہ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاكَ الاان قال وَیُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ لیکن بشریت کے تقاضے سے روئے اور خوب روئے اگر بی بی سے بشری تقاضے پر بے صبری ہوگئی اوران کے علم پر حرف نہیں آتا تو ایک نبی پاک کے رونے سے لاعلمی کی تہمت کیوں۔

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ بدر کے وقوع سے پہلے یقین دھانی کرائی گئی کہ فتح ونصرت آپ کو ہوگی لیکن اس غزوہ میں لشکر کفار کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی قلت اسباب کے تحت کتنا گڑگڑائے تو یہاں بھی یہی کہا جاسکتا ہے کہ (معاذ اللہ) آپ کو فتح ونصرت کا یقین نہیں تھا بلکہ کہا جائے گا کہ علم تھا لیکن امت کو عجز ونیاز کا درس دینا مطلوب تھا۔ ایسے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام کا رونا لاعلمی کی دلیل نہیں بلکہ اسے حکمت اور راز مخفی سے تعبیر کیا جائے۔

۳۔سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سانحہ اگرچہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ہوا لیکن حضور علیہ السلام نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت مبارکہ کے وقت بیان فرمایا کہ میرے حسین رضی اللہ عنہ کو میری امت شہید کرے گی اور آپ نے اس وقت کربلا کی سرخ مٹی دکھا بھی دی اور ساتھ گریہ بھی فرمایا اور چشمان مبارکہ سے آنسو بھی بہہ نکلے۔حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں بی بی ام الفضل رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں:۔

فدخلت یوماً علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضعته فی حجره ثم کانت منی التفاته فاذا عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تهریقان الا موع قالت فقلت یانبی اللہ بابی انت وامی مالک قال اتانی جبریل علیہ السلام فاخبرنی ان امتی ستقتل البنی فقلت هذا قال نعم واتانی تربة من تربة حمراء (مشکوٰۃ شریف صفحہ۵۷۲)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہو چکی تھی میں نے بچے کو حضور علیہ السلام کی گود میں رکھ دیا پھر میں نے توجہ کی تو آپ کی چشمان مبارکہ آنسو بہا رہی تھیں فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ روتے کیوں ہیں فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور خبر دی کہ میری امت تیرے اسی بچے (امام حسین رضی اللہ عنہ) کو شہید کرے گی تو میں نے کہا اسی (حسین رضی اللہ عنہ) کو آپ نے فرمایا ہاں بلکہ جبریل علیہ السلام کربلا کی سرخ مٹی بھی میرے پاس لایا ہے۔

فائدہ :۔ اس حدیث مبارکہ سے ظاہر ہے کہ علم کے ہوتے ہوئے گریہ تھا یہی ہمارا مقصد ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو آغاز قصہ میں تمام حالات سے اجمالاً آگاہ بھی فرمادیا اس کے باوجود حضرت یعقوب علیہ السلام کے رونے کو لاعلمی کی دلیل بناتا ہے تو سمجھو وہ احمقوں کی جنت میں رہتا ہے عقل والے جانتے ہیں کہ رونا لاعلمی کی دلیل نہیں بلکہ ظاہری مفارقت وجدائی سے رونا بشریت کا فطری تقاضا ہے جیسے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کے وصال کے وقت روئے حالانکہ آپ سے قبور او جھل نہ تھے آپ جب چاہتے ہر وقت اپنے پیارے صاحبزادے کو ان کے مزار سے دیکھتے رہتے لیکن جدائی ومفارقت سے رونا بشری تقاضا تھا اسی لئے روئے تو ثابت ہوا رونا لاعلمی کی دلیل نہیں۔

عقلی دلیل :۔

۱۹۷۱ء میں ہندو پاکستان کی جنگ میں ہمارے جنگی قیدی ہندوستان کی جیل میں پکڑے گئے تھے ان کی گفتگو ریڈیو پر سنائی گئی یا ٹیلی ویژن میں صورتیں دکھائی گئیں تو جونہی کسی کی آواز سنی یا صورت دیکھی تو گھر میں صف ماتم بچھ جاتی اور آہ وفغاں اور شور وغل سے گھر کی درودیوار گونج اٹھتے تو کیا یہ رونا لاعلمی کی دلیل تھی یا جسمانی جدائی اور مفارقت کی نشانی ہے۔ ہمارے حجاج کرام جب حج کو روانہ ہوتے ہیں تو رونا آتا ہی ہے لیکن جونہی دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی خیر وعافیت سے خطوط پہنچتے ہیں تو ہم میں بعض حضرات خط پڑھتے جاتے ہیں اور آنسو بھی بہاتے جاتے ہیں کیا ایسے رونے کو کوئی لاعلمی کی دلیل بنا سکتا ہے تو پھر حضرت یعقوب

علیہ السلام کے ذمے کیا قصور ہے کہ انہیں لاعلم فرمایا جارہا ہے صرف اس لئے کہ وہ خدا تعالیٰ کے رسول ہیں اور خدا کے رسول کے ساتھ دشمنی اور بغض وعداوت کا مظاہرہ کون کرتے ہیں یہ قارئین خود سوچیں۔اب شیخ سعدی قدس سرہٗ کے اشعار کے جوابات سنیے۔

جوابات اشعار شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ:۔

ا۔حضرت شیخ سعدی قدس سرہٗ کے اشعار ہمارے مندرجہ حوالہ جات کے عین مطابق ہیں وہ اس لئے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے سائل کے جواب میں اپنی لاعلمی کا اظہار نہیں بلکہ ایک مثال دے کر علم کا اثبات پھر اس کے عدم اظہار کی حکمت بھی بتادی لیکن مخالفین غبی ہیں انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین اور گستاخی کی نحوست سے عقل وفہم سے ھاتھ دھو بیٹھے ورنہ ظاہر ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے جب سائل نے پوچھا کہ آپ نے اپنے بیٹے کی قمیص کی خوشبو تو مصر سے سونگھ لی تھی لیکن کیا وجہ تھی کہ آپ نے انہیں کنعان کے کنوئیں میں نہ دیکھا تو اس کے جواب میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے گویا فرمایا ۔

گفت احوال ما برق جہانست　　　　دمے پیدا و دیگر دم نہانست

ترجمہ : فرمایا ہمارے احوال چمکنے والی بجلی کی طرح ہیں کبھی ظاہر اور کبھی پوشیدہ۔
غور کیجئے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی مثال بجلی سے دی کہ وہ کبھی ظاہر اور کبھی پوشیدہ تو جیسے بجلی اپنے ظہور وخفا میں موجود ہوتی ہے لیکن حکم ربانی کی منتظر ہوتی ہے جب ظاہر ہونے کا حکم ہوتا ہے تو ظاہر ہوتی ہے ورنہ پوشیدہ رہتی ہے ایسے ہی

انبیاء کرام علیھم السلام واولیاء کرام علیھم الرحمہ کے علوم کا حال ہے انہیں اشیاء کا علم ہوتا ہے لیکن ظاہر نہیں کرتے اور اس میں ہزاروں حکمتیں ہوتی ہیں۔

یہاں بھی وہی بات ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق خبر نہ دینا بھی ایک مصلحت ہے اور مصلحت سے نہ بتانا لاعلمی کی دلیل نہیں بنتی لیکن افسوس کہ مخالفین ادھر تو علمی شیخیاں مارتے ہیں مگر انہیں شیخ سعدی قدس سرہٗ کے اشعار سمجھنے کی لیاقت تک نہیں ورنہ مذکورہ قاعدہ کے مطابق سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام مستغرق باللہ اور فنا فی اللہ تھے۔ انہیں حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے اپنی لاعلمی کے اظہار کے بجائے اپنا حال بتا دیا کہ

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم   گہے بر پائے پشت خود نہ بینم

ترجمہ : کبھی ہم عرش اعلیٰ پر بیٹھے ہوتے ہیں تو کبھی اہم اپنے پاؤں کی پیٹھ کو بھی نہیں دیکھ سکتے۔

غور کیجئے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنا حال بتایا کہ ہم کبھی یوں ہوتے ہیں اور کبھی یوں اور انبیاء کرام علیھم السلام کے مراتب میں ترقی ہوتی ہے کہ تنزلی۔ چنانچہ وَ لَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى میں مصرح ہے اس معنیٰ پر ظاہر ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے لئے ترقی چاہیے نہ کہ تنزلی اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی ترقی کا معنیٰ یوں ہو سکتا ہے کہ وہ پہلی پرواز عرش الٰہی تک رکھتے ہیں لیکن جب اور آگے ترقی کی تو فنا فی اللہ ہو گئے یہاں تک کہ پشت پائے خود یعنی اپنی ذات سے بھی بے نیاز ہو گئے اور یہی ان کی ترقی ہے نہ یہ کہ وہ کبھی باخبر ہوتے ہیں

تو کبھی بے خبر یہ کسی بیوقوف کی سوجھ بوجھ ہوگی ورنہ ظاہر ہے کہ کیا انسان اپنے پاؤں کی پشت کو دیکھنے سے عاجز ہے یا یہ معنیٰ کہ وہ دیکھ تو سکتا ہے لیکن اسے اپنے اس ادنیٰ امر سے کیا واسطہ جب وہ دیدار حق اور وصال یار میں محو ہے۔ فقیر کی اس مختصر تقریر سے واضع ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی لاعلمی کے بجائے اشعار شیخ سعدی سے الٹا علم بلکہ اعلیٰ مرتبہ ثابت ہوتا ہے لیکن اسے جو نبوت کے بغض وعداوت سے دور اور اس کی محبت وعشق سے سرشار ہے۔

ذیل میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے رونے کے وجود معتبر و مستند تفاسیر سے نقل کیئے تا کہ اہل انصاف کو یقین ہو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا رونا لاعلمی کی دلیل نہیں بلکہ علم کی دلیل ہے ھاں رونے کے اسباب کچھ اور تھے اس سے قبل مفسرین کی تصریحات گذری ہیں۔ چند آراء یہاں ملاحظہ ہوں۔

مفسرین کی آراء گرامی اور ان کے دلائل :۔

گذشتہ اوراق میں تفصیل کے ساتھ آ گیا ہے یہاں پر صرف دو حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا رونا لاعلمی کی دلیل نہیں کیونکہ رونے میں حکمت تھی چنانچہ مواھب الرحمن صفحہ ۷۷ پارہ ۱۳ تحت آیت قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ الـــخ لکھا ہے کہ: مترجم کہتا ہے کہ اس میں اشارات ہیں کہ میری گریہ وزاری اپنے رب کی جانب بعض حکمت پر مبنی ہے (واللہ تعالیٰ اعلم) سند المفسرین سید المحققین معتمد علیہ مخالفین حضرت علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمہ اس کا ایک سبب صاحب روح المعانی نے صفحہ ۱۸۰ تحت آیت بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ الخ لکھا کہ: ولعل مع هذا العلم انما حزن عليه السلام لما خشي عليه من المكروه

الشدائد غیر الموت حضرت یعقوب علیہ السلام جاننے کے باوجود محزون اس لئے ہوئے کہ حضرت یوسف علیہ السلام پر تکالیف ومصائب ہونے والے تھے اس لئے خوفزدہ ہوئے۔

خلاصہ کلام :۔ ہم حضرت یعقوب علیہ السلام کے لئے عقیدہ رکھتے ہیں کہ انہیں حضرت یوسف علیہ السلام کے جملہ حالات کا علم تھا اور چونکہ امتحان ایزدی تھا اسی لئے باپ بیٹے کو جدائی ڈال دی اسی لئے جسمانی مفارقت سے حضرت یعقوب علیہ السلام روئے اور رونا لاعلمی سے نہیں تھا بلکہ جدائی سے تھا تفصیل ہم نے لکھ دی ہے۔وصلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم واصحابہٖ اجمعین۔

هذا آخر مارقمه الفقير القادری

ابی الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ بہاولپور

۱۹ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ بروز بدھ مطابق ۲۰ دسمبر ۱۹۷۸ء

تتمہ

چونکہ سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کے قمیص مبارک سے سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام کی چشمان مبارک کو فائدہ ہوا اسی لئے تبرکاً اس کی بحث آخر میں پیش کیجاتی ہے۔

برکات قیمص یوسف علیہ السلام :۔

مخالفین حضرت یعقوب علیہ السلام کے علم پر بھی حملہ آور اور آپ کی بینائی پر بھی حملہ کیا ہے فقیر نے ان دونوں حملوں کو بے اثر کردیا پہلے حملہ کا جواب علم حضرت

یعقوب علیہ السلام دوسرے کا ''امارۃ القلوب'' کے نام سے دورسالے قارئین کی
نظر کیے۔ اب قارئین کو غور فکر کی دعوت ہے کہ مخالفین کی عیب جوئی کو دیکھ کر اعتراض
کرنے کو آئے تو کئی مضامین نکال لائے لیکن انبیاء کرام علیہم السلام کے کمالات
کے بیان واظہار سے کتراتے ہیں کیوں؟ حالانکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے
کمالات بیان کرنا عین اسلام اور ان کے عیوب تلاش کرنا بے ایمان لیکن مدعیانِ
اسلام کا طریقہ برعکس ہے بہرحال حضرت یعقوب علیہ السلام کا علمی کمال فقیر نے
''علم یعقوب'' (رسالہ) میں مفصل عرض کیا اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات
بھی پیش کئے یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جب والدگرامی
حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھائیوں سے حال سنا تو فرمایا اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا
اے میرے بھائیوں میری قمیص لے جاؤ فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا
پس اسے والد گرامی کے چہرے پر لگاؤ تو اس کی برکت سے آنکھوں والے ہو جائیں
گے اور میرے ھاں جب تشریف لائیں گے تو بینا ہوں گے۔ ان کی چشمانِ مبارک پر
سفیدی جو ضعف سے چڑھ گئی ہے وہ دور ہو جائے گی اور ان کے اندر روشنی لوٹ آئے
گی۔

فائدہ:۔ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق سے
روتے رہے تو آپ کی چشمان مبارکہ میں ضعف پیدا ہوگیا تھا نہ کہ بالکل نابینا ہوگئے
تھے یہ خیال غلط ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین بھی تفصیل فقیر کے رسالہ
''انارۃ القلوب فی بصارۃ الیعقوب'' میں ہے۔

کمالِ یعقوب علیہ السلام:۔

چنانچہ برادران حضرت یوسف علیہ السلام اس قمیص کولیکر مصر سے کنعان کو روانہ ہوئے تو کنعان میں حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس ہوئی اور آپ نے گھر والوں سے فرمایا:۔ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ میں یوسف علیہ السلام کی خوشبو پا رہا ہوں اور تم مجھے یہ نہ کہو کہ سٹھیا گیا ہے

فائدہ :۔ چونکہ من حیث البشر ایسی بات ناممکن ہوتی ہے اسی لئے جو لوگ انبیاء کرام علیھم السلام کو صرف اپنے جیسا بشر سمجھتے ہیں وہ ایسی باتوں کو اور قیاس سمجھ کر انکار کر دیتے ہیں لیکن اگر ایسی باتوں کو من حیث النبوۃ دیکھا جائے تو تسلیم کے سوا چارہ نہیں ہوتا۔ الحمدللہ ہم اہل سنت کمالاتِ انبیاء کرام علیھم السلام اور اولیاء کرام علیھم الرحمہ بلا نکیر اس لئے تسلیم کر لیتے ہیں کہ ہماری نگاہ ان پر من حیث النبوۃ والولایۃ ہوتی ہے اور جن لوگوں کو انہیں اپنے جیسے بشر کا عقیدہ ہے وہ تسلیم کرنے کے بجائے ہزاروں عذر کھڑے کر دیتے ہیں یاد رہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے قمیص کی خبر دی اس وقت وہ دو سو چالیس میل دور تھا (روح البیان) بہرحال حضرت یوسف علیہ السلام کا قمیص جس کی خوشبو کی خبر حضرت یعقوب علیہ السلام نے قبل از وقت دی تھی وہ مصر سے یہودا لیکر چلا تھا وہ ایک عرصہ کے بعد پہنچ گیا اور حسب الحکم حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں پر پھیرا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی میں تیزی آگئی اور حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے علمی کمال تحدیث نعمت کے طور پر بیان بھی فرمایا چنانچہ قرآن مجید میں ہے

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰهُ عَلٰی وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ جب خوشخبری دینے والا حاضر ہوا تو قمیص حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈالا تو ان آنکھیں روشن ہو گئیں فرمایا کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

فائدہ :۔ دراصل اس سے قبل آپ امتحان میں تھے اب امتحان ختم ہوا تو آپ نے قبل از وقت خبر دیدی اگرچہ پہلے بھی آپ بے خبر نہ تھے۔ گذشتہ اوراق میں تفصیل گذری چکی ہے۔

شفاء ہی شفاء:۔ روح البیان کی اسی آیت میں ہے کہ وہ قمیص جس بیمار پر پھیری جاتا وہ شفایاب ہو جاتا۔

فائدہ :۔ آیت سے ثابت ہوا کہ نبی کے پہنے ہوئے کپڑے بھی برکتوں اور رحمتوں کے حامل ہوتے ہیں۔ اسی لے پیراہن حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کے لئے علاجِ شافی ہو گیا۔

ملبوساتِ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم:۔

حضور اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ صرف کپڑے بلکہ آپ کی ہر چیز رحمت و برکت ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر چیز بلاؤں کو دور اور امراض کو زائل کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔

قمیص مبارک کے برکات :۔

ابن عدی محمد بن جابر سے روایت کرتے ہیں کہ سنان بن طلق نے عرض کی

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی قمیص کا ایک ٹکڑا دیجئے میں اس کو بطور تبرک اپنے پاس رکھوں گا محمد بن جابر کہتے ہیں کہ میرے باپ نے کہا کہ وہ ٹکڑا ابا من جد میرے پاس آیا یَغْسِلُھَا الْمَرِیْضَ یَسْتَشْفِی بِھَا (خصائص جلد ا صفحہ ۱۶) ہم اس قمیص کے ٹکڑے کو دھو کر مریض کو پلاتے اور وہ شفایاب ہو جائے۔

جبہ مبارک :۔ حضرت اسماء سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک سبز رنگ کا دھاری دار جبہ دکھایا اور فرمایا یہ وہ جبہ ہے جسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم زیبِ تن فرمایا کرتے تھے جب کوئی بیمار ہوتا:

فنحن نغسلھا فنستشفی بھا (حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۴۳۱)

تو ہم اس مقدس جبہ کو پانی میں دھو کر مریض کو پلاتے ہیں مریض اچھے ہو جاتے ہیں۔

پیالہ مبارک :۔ اما قاضی عیاض شفا شریف میں اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بڑا پیالہ تھا جب کوئی بیمار ہوتا فکانت تجعل فیھا الماء فی المرضیٰ فیستشفون بھا (شفا شریف) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اس پیالہ میں بیماروں کو پانی پلایا کرتی تھیں اور بیمار اچھے ہو جاتے تھے۔

چادر مبارک مغفرت ھے :۔ امام بخاری سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک عورت نے ایک چادر خدمتِ نبوی میں پیش کی ایک صحابی جو خدمتِ اقدس میں حاضر تھے انہوں نے کہا کیا اچھی چادر ہے آپ نے اتار کر ان کو دیدی۔ جب حضور علیہ السلام گھر تشریف لے گئے تو لوگوں نے ان کو ملامت کی کہ تم جانتے ہو کہ حضور علیہ السلام کو چادر کی ضرورت تھی یہ بھی جانتے ہو کہ سرکار کسی کا

سوال رد نہیں کرتے انہوں نے جواب دیا وجدت بر کتًا میں نے یہ چادر اس لئے لی ہے کہ اس سے برکت حاصل کروں۔

فائدہ :۔ صحابہ کرام حضور علیہ السلام کی نسبت مبارک کو باعثِ مغفرت سمجھتے ہیں کیا صحابہ کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ قمیص صوت سے بنایا گیا ہے مگر اس کے ساتھ انہیں یہ بھی یقین تھا کہ یہ وہ چادر ہے جس کو اس مقدس ہستی کے لباس ہونے کا شرف حاصل ہے کہ جس کے مبارک جسم سے کوئی چیز چھو جاتی ہے وہ بھی مبارک ہو جاتی ہے۔ثابت ہوا کہ بزرگان دین کے پہنے ہوئے کپڑوں کو متبرک سمجھنا ان کی تعظیم کرنا ان سے مریضوں کے شفایاب ہونے کا عقیدہ رکھنا جائز ہے بدعت وشرک نہیں بلکہ خود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ بزرگان دین کی مستعمل شدہ اشیاء کو متبرک سمجھنا چاہیے مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کا انتقال ہوا تو غسل کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فالقا الینا حقوہ فقال اشعر منها اياه (مسلم شریف) اپنا تہبند شریف دیا اور فرمایا کہ اس میں ان کو کفن دینا۔علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے اپنا تہبند کیوں عطا فرمایا،فرماتے ہیں والحکمة فی اشعارها به تبریکها (صفحہ ۳۰۵ جلد ا) اس میں حکمت یہ تھی کہ آپ کے تہبند شریف کے باعث برکت ہو جائے گی۔

تفسیر فیوض الرحمٰن

ترجمہ
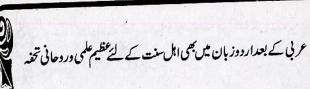
تفسیر روح البیان

مترجم: عالم اسلام کے عظیم محقق عمدۃ المفسرین، سند المحدثین، استاذ العلماء، فیض ملت، حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ گیارہویں صدی ہجری کے مشہور عالم وفاضل عارف کامل حضرت علامہ محمد اسماعیل حقی حنفی قدس سرہٗ کی تفسیر روح البیان مستند تفاسیر کا خلاصہ کتب واحادیث وفقہ کے معتبر حوالوں سے مزین بیشمار معارف وحقائق کا گنجینہ اور اہل ایمان وعرفان کے لئے سرمہ بصیرت ہے۔ خاص وعام اردوخواں طلبہ وعوام کی دینی علمی معلومات میں بھی اس کے مطالعہ سے بیش بہا اضافہ ہوتا ہے کامل تیس پاروں کی تفسیر روح البیان عالمانہ وفاضلانہ ،محققانہ ومورخانہ بھی ہے۔ حضرت فیض ملت علامہ اویسی صاحب مدظلہ قبلہ نے مہارت تامہ اور محنت شاقہ کے ساتھ فیوض الرحمٰن کے نام سے تفسیر روح البیان کا مکمل اردو ترجمہ فرمایا ہے آج ہی کامل سیٹ خریدیں اور خریدنے کی ترغیب دیں۔